قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 12 مئی 2020ء 18 رمضان 1441 ہجری قمری

جلد:2 | شمارہ: 114

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۫ وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ ھُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹﴾

(المائدہ:9)

ترجمہ:اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔تم انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

فرمانِ رسول ﷺ

روزہ دار کی دو خوشیاں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم کا ہر عمل اُس کے لئے ہوتا ہے سوائے روزہ کے۔کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ ہوتا ہوں اور روزے ایک ڈھال ہیں اور جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دِن ہوتو وہ کوئی فحش بات نہ کرے اور نہ شور وغل کرے۔ اور اگر کوئی اُس کو گالی دے یا اُس سے لڑے تو چاہیے کہ وہ یہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ پہلی خوشی اُس وقت ہوتی ہے جبکہ وہ افطار کرتا ہے اور دوسری جب وہ اپنے ربّ سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہوگا۔

(بخاری، کتاب الصوم، بَابٌ هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ، روایت نمبر1904)

فرمان خلیفہ وقت

گالی گلوچ سے بھی بچیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’ایک مومن کی زندگی کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ اسلام کی تعلیم کی خوبصورتی ہمیشہ ظاہر کی جائے اور یہ اس صورت میں ممکن ہے جب تقویٰ پر چلتے ہوئے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عُجب، خود پسندی، مالِ حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق کا ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ(المومنون:97)‘‘ (فرمایا ایک تو یہ کہ برائیوں سے بچنا یہ تقویٰ ہے۔ اچھے اخلاق کا اظہار کرنا یہ تقویٰ ہے جس سے دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے) آپ فرماتے ہیں ’’اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اس پر صبر کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہو گا اور یہ سزا اس سزا سے بہت بڑھ کر ہو گی جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو۔‘‘ فرماتے ہیں ’’یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے‘‘ فرماتے ہیں کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ (فارسی میں)

لُطف کُن لُطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

(کہ مہربانی سے پیش آؤ تو بیگانے بھی تمہارے حلقہ احباب میں شامل ہو جائیں گے) پس یہ وہ اصولی بات ہے جو ہمیشہ ہمیں پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اپنے ہر عمل کو تقویٰ کے تابع کرتے ہوئے اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہو۔‘‘(خطبہ جمعہ 9جون 2017ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں

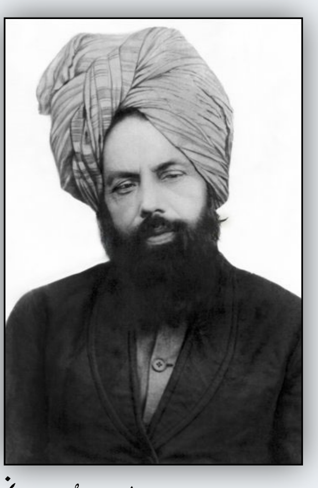

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دُعا کرتے ہیں اور تمام نماز دُعا ہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں۔کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔

مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں۔ تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سُست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔

مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اُٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھریوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔‘‘ (لیکچر سیالکوٹ،روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 223)

کارکنان الفضل کے لئے دعا کی درخواست

کارکنان الفضل جو آپ قارئین کرام کے لئے روزانہ روحانی و علمی مائدہ تیار کرتے ہیں وہ تمام کارکنان آپ کی دعاؤں کے محتاج ہیں۔قارئین انہیں رمضان کے مبارک دنوں میں اپنی شبانہ روز دعاؤں میں یاد رکھیں۔ (ایڈیٹر)

اس شمارہ میں

- اداریہ۔رمضان کو اپنی نمازوں سے مزیّن کریں
- رمضان کے پہلے عشرہ رحمت کی مناسبت سے دعائیں
- حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کاصبر اور عفو و درگزر
- محترم شیخ محمد حسن مرحوم
- ہم آج کل دن کیسے گزارتے ہیں

اداریہ

رمضان کو اپنی نمازوں سے مزین کریں

آج کل تمام دنیا متعدی بیماری کرونا وائرس کے مضر اثرات میں مبتلا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ متعدی بیماری کے دوران نہ صرف کشتی نوح تحریر فرمائی بلکہ اس کے پڑھنے کی طرف بھی توجہ دلائی ۔ رمضان اور نماز کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ اس لئے یہاں قارئین الفضل کی خدمت میں ''ہماری تعلیم'' سے قیام نماز کی اہمیت و افادیت والا حصہ پیش ہے۔ تا قارئین استفادہ کر سکیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

- اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ (صفحہ 14)
- جو شخص پنجگانہ نمازوں کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتاوہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ (صفحہ 17)
- کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ انسان پاک کو تب پاتا ہے کہ خود پاک ہو جاوے۔ مگر تم اس نعمت کو کیونکر پا سکو۔ اس کا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے۔وَاسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ (البقرہ:46) یعنی نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو۔ نماز کیا چیز ہے ۔ وہ دعا ہے جو تسبیح تمجید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے ۔ سو جب تم نماز پڑھوتو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو۔ کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفارسب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں ۔لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے۔ باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو۔ تا کہ تمہارے دلوں پر اس عجز ونیاز کا کچھ اثرہو۔ (صفحہ 63)

پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں ۔ وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹوہے۔ تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر واردہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا ضروری ہے ۔

1۔ پہلے جبکہ تم مطلع کیے جاتے ہوکہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے۔ جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا۔ سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے۔ کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا۔ اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی۔جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

2۔ دوسرا تغیرّ اس وقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو۔ مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہوکر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے۔ سو یہ حالت تمہاری اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اس پر جم سکتی ہے۔ اور صریح نظر آتا ہوکہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

3۔ تیسرا تغیر تم پر اُس وقت آتا ہے ۔ جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے۔ مثلاً جیسے تمارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گزر جاتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

4۔ چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پروارد ہی ہو جاتی ہے۔ اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے۔ مثلاً فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنا دیا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولیس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑجاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشاء مقرر ہے ۔

5۔ پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہوتو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اس تاریکی سے نجات دیتا ہو۔ مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے۔ سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے۔اور خدانے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں۔ اس سے تم سمجھ سکتے ہوکہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو۔ تو پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کروکہ وہ تمہارے اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے ۔ تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاوقدر تمہارے لئے لائے گا۔ پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرّع کروکہ تمہارے لئے خیرو برکت کا دن چڑھے۔ (صفحہ 69-70)

- اس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔ (صفحہ 65)
- بہت سے لوگ (فرمانبردار) کہلا کر نماز، روزہ اور حلال و حرام کے احکام کو بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

امیدہے رمضان کی عبادات کو ان ارشادات کی روشنی میں مزیّن کریں گے۔

(ابو سعید)

ہر بندے کی ہو اپنے مالک سے شناسائی

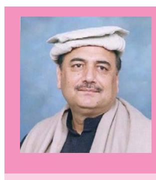

جب چاند نے کی پیاسی آنکھوں کی پذیرائی
تب ربّ سے بِلانے کی رُت دوڑی چلی آئی
چمکے گی زمینِ دِل رنگ نُور کی بارش سے
اِک حُسنِ مجسم کی جوبن پہ ہے زیبائی
خوشبو ہے ہواؤں میں مسرور فضاؤں میں
لی یار بہاراں نے پھر پیار سے انگڑائی
ظلمت کے سمندر میں کرنیں ہیں عجب رقصاں
اندھیروں میں پھیلی ہے ساقی کی فروزائی
دروازے کھلے دیکھو رحمت کے گناہ گارو
پھر جوشِ محبت میں یزداں کی ہے دریائی
سَر رکھ دو ندامت سے اس یار کی چوکھٹ پہ
کہتے ہیں فرشتے یہ بخشش کی گھڑی آئی
محروم نہ رہ جانا لمحاتِ مبارک سے
کل کا ہے پتہ کس کو یہ زندگی ہرجائی
رمضان مبارک ہو سب دنیا کو اے یارب
ہر بندے کی ہو اپنے مالک سے شناسائی

عبدالجلیل عبادؔ۔ جرمنی

آج کی دعا

وَ اصۡبِرۡ وَ مَا صَبۡرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَ لَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا تَکُ فِیۡ ضَیۡقٍ مِّمَّا یَمۡکُرُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾
اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ الَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾

ترجمہ: اور تو صبر کر اور تیرا صبر اللہ کے سوا اور کسی کی خاطر نہیں اور تُو ان پر غم نہ کر اورتُو اس سے تنگی میں نہ پڑ جو وہ مکر کرتے ہیں۔

یقیناً اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں۔

قرآن مجید کی یہ پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰﷺ کی بےقراری اور گھبراہٹ کی دعا ہے۔اللہ تعالیٰ سب کی مشکلات،ہم وغم دور فرمائے اور سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔آمین (قدسیہ محمود سردار)

ظہور الٰہی توقیر

رمضان کا پہلا عشرۂ رحمت اور اس کی مناسبت سے بعض دعائیں جو قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ میں مذکور ہیں

نوٹ: ہمارے ایک قاری مکرم ظہور الٰہی توقیر نے قارئین الفضل کے ایمان وعرفان میں اضافہ کیلئے ہرتین عشروں کی دعائیں مع معنی و تفسیر مہیا کی ہیں۔ پہلے عشرہ رحمت کے بارہ میں دعائیں تاخیر سے موصول ہونے کی وجہ سے جگہ نہ پاسکی۔ جبکہ دوسرے عشرہ مغفرت کی دعائیں مؤرخہ 7 مئی میں جگہ بنا سکی ہیں۔ قارئین کرام کیلئے پہلے عشرہ کی دعائیں بھی یہاں مہیا کی جارہی ہیں۔ گو ان میں بھی مغفرت کی دعائیں ہیں۔ تاقارئین فائدہ اٹھا سکیں اور ریکارڈ بھی درست رہے۔ (ایڈیٹر)

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا ہے اور ان تینوں حصوں کے نام بھی رکھے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں مذکور ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شَعبان کے آخری دن ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینے نے سایہ کیا ہے۔ یہ ایک برکتوں والا مہینہ ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ اللہ نے اس کے روزے فرض اور رات کو قیام نفل قرار دیاہے۔ جس نے اس (مہینہ) میں کوئی (بھی عام) نیک کام کیا تو وہ اس شخص کی طرح ہو گا جس نے اس ماہ کے علاوہ کسی مہینہ میں کوئی فرض ادا کیا ہو۔ جو اس میں مہینہ میں فرض ادا کرے گا تو وہ اس شخص کی طرح ہو گا جس نے کسی دوسرے ماہ میں ستر فرائض ادا کئے ہوں۔ اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ مؤاسات (باہمی ہمدردی) کا مہینہ ہے۔ اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق کو بڑھایا جاتا ہے۔ جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کروایا تو یہ بات اس کے گناہوں کو بخشوانے والی اور اس کی گردن کو آگ سے چھڑانے والی ہو گی اور اس کے لئے اس کے برابر اجر ہو گا جبکہ اس (روزہ دار) کے اجر میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔

ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے روزہ دار روزہ افطار کر سکے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی عطا کرے گا جو کسی روزہ دار کو پانی ملے ہوئے دودھ سے یا کھجور یا پانی کا ایک گھونٹ پلا کر روزہ افطار کروائے۔ اور جو روزہ دار کو پیٹ بھر کے کھلائے اللہ اسے میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا کہ وہ جنت میں داخل ہونے تک کبھی پیاس محسوس نہیں کرے گا۔

یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا حصہ رحمت ہے اور اس کا درمیانی حصہ مغفرت ہے اور اس کا آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔ جو اس ماہ میں اپنے غلام کا بوجھ ہلکا کرے گا اللہ اسے بخش دے گا اور آگ سے نجات دے گا۔

ہَمَّام نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے کہ تم اس (مہینے) میں چار کام بہت زیادہ کرو۔ دو کام تو ایسے ہیں کہ جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو گے اور دوکام ایسے ہیں کہ جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ پس وہ دو کام جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو گے پہلا یہ ہے کہ یہ شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور(دوسرا کام) یہ ہے کہ تم اس کے حضوراستغفار کرتے رہو۔ اور وہ دو کام جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے (وہ یہ ہیں کہ) تم اللہ سے جنت مانگتے رہو اور آگ سے اللہ کی پناہ مانگتے رہو۔

(الجامع لشعب الایمان للبیہقی جزء 5 صفحہ 224 الثالث و العشرون من شعب الایمان ’’فضائل شہر رمضان‘‘ حدیث 3336 مکتبۃ الرشد ریاض 2004ء)

اس روایت سے نہایت وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کا پہلا حصہ یا پہلے دس دن جسے عربی زبان میں عشرہ کہتے ہیں اس کا نام رحمت ہے۔ دوسرے عشرہ کا مغفرت اور تیسرے عشرہ کا نام آگ سے آزادی ہے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے ہم رمضان المبارک کے پہلے عشرۂ رحمت سے گزر رہے ہیں۔ اس عشرہ کی مناسبت سے قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کی چند دعاؤں پر مشتمل ایک حسین گلدستہ پیش کیا جا رہا ہے جن میں اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت طلب کی گئی ہے یا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنے مولیٰ کریم سے اس کی رحمت کے طلبگار بنیں۔

قرآن کریم میں رحمت کے بارہ میں مذکور دعائیں

- لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا لَہَا مَا کَسَبَتۡ وَعَلَیۡہَا مَا اکۡتَسَبَتۡ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعۡفُ عَنَّا وَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ

(البقرۃ 287)

اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا اس کے لئے ہے جو اس نے کمایا اور اس کا وبال بھی اسی پر ہے جو اس نے (بدی کا) اکتساب کیا اے ہمارے ربّ! ہمارا مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے اور اے ہمارے ربّ! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر(ان کے گناہوں کے نتیجہ میں) تُو نے ڈالا اور اے ہمارے ربّ! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تُو ہی ہمارا والی ہے پس ہمیں کافر قوم کے مقابل پر نصرت عطا کر۔

- رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا وَہَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ (آل عمران 9)

اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے ۔

حضرت موسیٰؑ کے متبعین نے جب بچھڑے کو معبود بنا لیا اور حضرت موسیٰؑ کے بتانے پر انہیں حقیقت معلوم ہوئی تو ان لوگوں نے شرمندگی اور ندامت محسوس کی تو اس موقع پر ان لوگوں نے جو دعا کی تو اس کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ

- لَئِنۡ لَّمۡ یَرۡحَمۡنَا رَبُّنَا وَیَغۡفِرۡ لَنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ

(الاعراف: 150)

اور جب وہ نادم ہو گئے اور انہوں نے جان لیا کہ وہ گمراہ ہو چکے ہیں تو انہوں نے کہا اگر ہمارے ربّ نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں بخش نہ دیا تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

یہود کے اسی بچھڑا بنانے کے موقع پر حضرت موسیٰؑ نے ان الفاظ میں اپنے رب کے حضور التجا کی کہ

- رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِاَخِیۡ وَاَدۡخِلۡنَا فِیۡ رَحۡمَتِکَ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ

(الاعراف:152)

اس نے کہا اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور میرے بھائی کو بھی اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی ایک اور دعا اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی ہے۔

- وَاخۡتَارَ مُوۡسٰی قَوۡمَہٗ سَبۡعِیۡنَ رَجُلًا لِّمِیۡقَاتِنَا فَلَمَّاۤ اَخَذَتۡہُمُ الرَّجۡفَۃُ قَالَ رَبِّ لَوۡ شِئۡتَ اَہۡلَکۡتَہُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ وَاِیَّایَ اَتُہۡلِکُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَہَآءُ مِنَّا اِنۡ ہِیَ اِلَّا فِتۡنَتُکَ تُضِلُّ بِہَا مَنۡ تَشَآءُ وَتَہۡدِیۡ مَنۡ تَشَآءُ اَنۡتَ وَلِیُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡغٰفِرِیۡنَ (الاعراف:156)

اور موسیٰ نے ہمارے مقررہ وقت کے لئے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کا انتخاب کیا پس جب ان کو زلزلہ نے پکڑا تو اس نے کہا اے میرے ربّ! اگر تُو چاہتا تو اس سے پہلے ہی ان سب کو ہلاک کر دیتا اور مجھے بھی۔ کیا تو ہمیں اس فعل کی بنا پر جو ہمارے بیوقوفوں سے سرزد ہوا ہلاک کر دے گا یقیناً یہ تیری طرف سے ایک آزمائش ہے تُو اس (آزمائش) سے جسے چاہتا ہے گمراہ ٹھہراتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت عطا کرتا ہے تُو ہی ہمارا ولی ہے پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

والدین کے لئے دعا کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں یوں بیان فرمائی ہے۔

- رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (بنی اسرائیل:25)

اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

اصحابِ کہف کی دعا اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی ہے۔

- اِذۡ اَوَی الۡفِتۡیَۃُ اِلَی الۡکَہۡفِ فَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّہَیِّیٴۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا (الکھف 11)

جب چند نوجوانوں نے ایک غار میں پناہ لی تو انہوں نے کہا اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر اور ہمارے معاملے میں ہمیں ہدایت عطاکر ۔

حضرت ایوبؑ کی دعا اور اس کے مقبول ہونے کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

- وَاَیُّوۡبَ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ فَکَشَفۡنَا مَا بِہٖ مِنۡ ضُرٍّ وَّاٰتَیۡنٰہُ اَہۡلَہٗ وَمِثۡلَہُمۡ مَّعَہُمۡ رَحۡمَۃً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَذِکۡرٰی لِلۡعٰبِدِیۡنَ (الانبیاء:84-85)

اور ایوب (کا بھی ذکر کر) جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ مجھے سخت اذیت پہنچی ہے اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول کرلی اور اس کو جو بھی تکلیف تھی اسے دور کردیا اور ہم نے اُسے اُس کے گھر والے عطا کر دیئے اور ان کے ساتھ اور بھی اُن جیسے دیئے جو ہماری طرف سے ایک رحمت کے طور پر تھا اور نصیحت تھی عابدوں کے لئے۔

اللہ کے نیک بندوں کی ایک دعا اللہ نے یوں بیان فرمائی ہے۔

- رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ (المومنون :110)

اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لے آئے پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو ایک دعا یوں سکھائی۔

- رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ (المومنون: 119)

اور تُو کہہ اے میرے ربّ! بخش دے اور رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

رحمتِ الٰہی کے حصول کے لئے احادیث نبویہ میں مذکور نبی کریم ﷺ کی بعض دعائیں

حضرت ابوبکر رضی اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا مجھے ایسی دعا سکھائیں جس کے ذریعہ میں اپنی نماز میں دعا مانگوں۔ آپؐ نے فرمایا تم کہو۔

- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا، وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِنْ عِنْدِکَ، وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا اور کوئی گناہ نہیں بخش سکتا سوائے تیرے۔ پس تُو اپنی جناب سے میری مغفرت

فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ یقیناً تُو ہی بہت زیادہ بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب الدعاء قبل السلام، حدیث نمبر 834)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی نماز میں ہوتا ہے جب تک اسے نماز روکتی ہے اور فرشتے اس کے لئے کہتے ہیں کہ

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ

اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما۔

جب تک وہ شخص اپنی نماز سے (فارغ ہو کر) کھڑا نہیں ہوتا یا کسی اور کام میں مصروف نہیں ہو جاتا۔ (فرشتے اس کے لئے یہ دعا کرتے رہتے ہیں)

(صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب اذا قال احدکم آمین حدیث نمبر 3229)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بیٹے عبّاد سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے نبی ﷺ کو سنا اور وہ آپؐ کی وفات سے قبل آپؐ کی طرف متوجہ ہوئیں۔ (حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا) آپؐ نے میرے ساتھ اپنی کمر کے ذریعہ ٹیک لگائی ہوئی تھی اور آپؐ فرما رہے تھے۔

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی وَارْحَمْنِی، وَأَلْحِقْنِی بِالرَّفِیقِ۔

اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق کے ساتھ ملا دے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ حدیث نمبر 4440)

حضرت ابو اُسَیدؓ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ کہے۔

- اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِی أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جب وہ باہر نکلے تو کہے۔

- اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا باب ما یقول اذا دخل المسجد، حدیث نمبر 713)

حضرت عوف بن مالکؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پڑھایا تو میں نے آپؐ کی دعا یاد کرلی۔ آپؐ کہہ رہے تھے۔

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ، وَأَکْرِمْ نُزُلَہٗ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ، وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْأَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِنْ دَارِہٖ، وَأَھْلًا خَیْرًا مِنْ أَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِنْ زَوْجِہٖ، وَأَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَأَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ - أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ

اے اللہ! اس کو بخش دے ۔ اس پر رحم کر، اس کو عافیت سے رکھ اور اس سے درگزر کر اور اس کی باعزت مہمانی فرما۔ اور اس کے داخل ہونے کی جگہ کو وسیع کر دے اور اسے پانی اور برف اور اَولوں سے دھو دے اور اسے بدیوں سے صاف کردے جیسے ایک سفید کپڑے کو تو آلودگی سے صاف کرتا ہے ۔اور اسے بدلے میں اس کے گھر سے بہتر گھر دے اور اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے عطا کر اور اس کے ساتھی سے بہتر ساتھی دے۔ اور اس کو جنت میں داخل کر اور اس کو قبر کے عذاب سے پناہ دے یا (کہا) آگ کے عذاب سے۔

(راوی) کہتے ہیں یہانتک کہ مجھے خواہش ہوئی کہ کاش وہ مرنے والا میں ہوتا۔

(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ حدیث نمبر 963)

عبداللہ بن بُسر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ میرے والد کے پاس بطور مہمان تشریف لائے ہم نے آپؐ کی خدمت میں کھانا اور وَطبہ پیش کیا ۔ آپؐ نے اس میں سے کھایا۔ پھر آپؐ کے پاس کھجوریں لائی گئیں آپؐ انہیں کھاتے تھے اور گٹھلی کو دو انگلیوں سے (پکڑ کر) رکھتے ۔ اورشہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا لیتے......پھر کوئی مشروب لایا گیا آپؐ نے اُسے پیا پھر آپؐ نے وہ اسے دیا جو آپؐ کے دائیں طرف تھا ۔ وہ کہتے ہیں میرے والد نے کہاجبکہ انہوں نے آپ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑی ہوئی تھی کہ اللہ سے ہمارے لئے دعا کیجئے ۔آپؐ نے دعا کی۔

- اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِی مَا رَزَقْتَھُمْ، وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ۔

اے اللہ! جو کچھ تو نے انہیں عطا فرمایا ہے اس میں ان کے لئے برکت ڈال دے ۔ اور انہیں بخش دے ۔ اور ان پر رحم فرما۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب استحباب وضع النوی خارج التمر حدیث نمبر 2042)

اس روایت میں وَطبہ سے مراد ایک میٹھا پکوان ہے جو کھجور، پنیر اور گھی سے تیار کیا جاتا ہے ۔

مصعب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بدوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی بات سکھائیے جو میں کہا کروں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کہا کرو۔

- لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ۔

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے لئے بہت حمد ہے، پاک ہے اللہ جو تمام جہانوں کا رب ہے، نہ کوئی طاقت ہے نہ کوئی قوت ہے مگر اللہ کو جو غالب بزرگی والا اور خوب حکمت والا ہے۔

اس بدوی نے عرض کیا یہ تو میرے رب کے لئے ہیں میرے لئے کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ کہا کرو۔

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ

اے اللہ! مجھے بخش دے ، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء ---- باب فضل التہلیل والتسبیح والدعاء----، حدیث نمبر 2696)

ایک دوسری روایت میں بیان ہے کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو نبی کریم ﷺ اسے یہ دعا سکھایا کرتے تھے ۔ ابومالک اَشجعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص اسلام لاتا تو نبی ﷺ اسے نماز سکھاتے۔ پھر آپؐ اسے ارشادفرماتے کہ ان کلمات کے ذریعہ دعا کرے:

- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِی۔

اے اللہ ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے عافیت سے رکھ اور مجھے رزق عطا فرما۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب فضل التھلیل والتسبیح والدعاء حدیث نمبر 2697)

اسی طرح ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا نبی کریم ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کی نماز کے دونوں سجدوں کے درمیان یہ کہتے۔

- رَبِّ اغْفِرْ لِی، وَارْحَمْنِی، وَاجْبُرْنِی، وَارْزُقْنِی، وَارْفَعْنِیْ۔

اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور میرے نقصان کی تلافی فرما اور مجھے رزق عطا فرما اور میرے درجات بلند فرما۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا باب مایقول بین السجدتین، حدیث نمبر 898)

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دعائے استسقاء کرتے تو کہتے۔

- اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ، وَبَھَائِمَكَ، وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ، وَأَحْیِ بَلَدَكَ الْمَیِّتَ۔

اے اللہ !اپنے بندوں پر اور اپنے جانوروں پر بارش برسا اور اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مردہ علاقہ کو زندہ فرما۔

(سنن ابی داؤد جماع ابواب صلاۃ الاستسقاء وتفریعھا باب رفع الیدین فی الاستسقاء، حدیث نمبر 1176)

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔جو کسی بیماری میں مبتلا ہو یا اس کا بھائی بیمار ہو تو اسے چاہئے کہ وہ کہے۔

- رَبُّنَا اللّٰہُ الَّذِی فِی السَّمَاءِ، تَقَدَّسَ اسْمُكَ، أَمْرُكَ فِی السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، کَمَا رَحْمَتُكَ فِی السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِی الْأَرْضِ، اغْفِرْ لَنَا حُوبَنَا وَخَطَایَانَا، أَنْتَ رَبُّ الطَّیِّبِینَ، أَنْزِلْ رَحْمَۃً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلَی ھَذَا الْوَجَعِ۔

ہمارا رب اللہ ہے جو آسمان میں ہے۔ تیرا نام مقدس ہے۔ تیرا حکم آسمان اور زمین میں ہے۔ جس طرح تیری رحمت آسمان میں ہے پس تُو اپنی رحمت زمین میں بھی نازل فرما۔ ہمارے گناہ اور ہماری خطائیں ہمیں بخش دے۔ تُو طیب لوگوں کا رب ہے۔ تُو اپنی رحمت میں سے ایک خاص رحمت اور اپنی شفا میں سے ایک خاص شفا اس بیماری پر نازل فرما۔

(جو یہ کلمات کہے گا) وہ تندرست ہو جائے گا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الطب باب کیف الرقی، حدیث نمبر 3892)

حضرت عائشہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کوجاگتے تو فرماتے۔

- لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰھُمَّ أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِی وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰھُمَّ زِدْنِی عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِی بَعْدَ إِذْ ھَدَیْتَنِی وَھَبْ لِی مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَۃً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَھَّابُ۔

اے اللہ! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کا طلبگار ہوں۔ اے اللہ! مجھے علم میں بڑھا دے اور میرے دل کو ٹیڑھا نہ کرنا بعد اس کے جب تُو نے مجھے ہدایت دے دی۔ اور اپنی جناب سے مجھے رحمت عطا فرما۔ یقیناً تُو ہی بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

(سنن ابی داؤد ابواب النوم باب ما یقول الرجل اذا تعار من اللیل، حدیث نمبر 5061)

عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ نے اپنےوالد سے کہا اے میرے باپ! میں نے آپ کو ہر صبح ان الفاظ سے دعا کرتے ہوئے سنا ہے کہ

- اَللّٰھُمَّ عَافِنِی فِی بَدَنِی، اَللّٰھُمَّ عَافِنِی فِی سَمْعِی، اَللّٰھُمَّ عَافِنِی فِی بَصَرِی، لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ

اے اللہ! مجھے میرے جسم کو عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میری سماعت کو عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میری بصارت کو عافیت عطا فرما۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

یہ کلمات آپ تین بار پڑھتے ہیں جب آپ صبح کرتے ہیں اور تین مرتبہ جب آپ شام کرتے ہیں۔ تو انہوں نے بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کلمات کے ذریعہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے۔ اور میں پسند کرتا ہوں کہ آپؐ کی سنت کے مطابق عمل کروں۔

حضرت عباسؓ نے اس بارہ میں بیان کیا ہے، تم کہو۔

- اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْکُفْرِ، وَالْفَقْرِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ۔

اے اللہ! میں کفر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور غربت سے۔ اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

تم یہ تین مرتبہ پڑھو گے جب تم صبح کرو گے اور تین مرتبہ جب تم شام کرو گے۔ اور ان کلمات کے ذریعہ تم دعا کرو گے۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ آپؐ کی سنت پر عمل کروں۔

راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مصیبت اور تکلیف میں مبتلا شخص کو یہ دعا سکھائی۔

- اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَکِلْنِی إِلٰی نَفْسِی طَرْفَۃَ عَیْنٍ، وَأَصْلِحْ لِی شَأْنِی کُلَّہٗ، لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ۔

اے اللہ! تیری رحمت کا میں امیدوار ہوں۔ پس تُو مجھے آنکھ جھپکنے کے عرصہ تک بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کرنا۔ اور میری ساری حالت کی اصلاح فرما دے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(سنن ابی داؤد ابواب النوم باب ما یقول اذا اصبح، حدیث نمبر 5090)

ابو مالک سعد بن طارق اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا جبکہ آپؐ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا یارسولؐ اللہ! میں کیاکہوں جب میں اپنے رب سے مانگوں ؟آپؐ نے فرمایا کہو۔

● اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي۔

اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت دے اور مجھے رزق دے۔

اورآپؐ نے اپنے انگوٹھے کے علاوہ اپنی چاروں انگلیوں کو جمع کر کے فرمایا پس یقیناً یہ (کلمات) تیرے لئے تیرے دین و دنیا کوجمع کر دیتے ہیں ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب الجوامع من الدعاء ، حدیث نمبر 3845)

حضرت عبداللہ بن ابواَوفی ؓ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو اللہ کے حضور کوئی حاجت ہو یا بنی آدم میں سے کسی کی طرف تو اسے چاہئے کہ وہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے۔ پھر وہ دو رکعت نماز ادا کرے۔ پھر وہ اللہ کی ثناء بیان کرے پھر وہ نبی ﷺ پر درود بھیجے پھر کہے۔

● لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الحَلِيمُ الكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ العَرْشِ العَظِيمِ، الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ، أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بردبار ہے اور معزز ہے۔ پاک ہے تُو اے اللہ! عرشِ عظیم کے رب۔ ہر قسم کی تعریف کا مستحق اللہ ہے جو تمام جہانوں کا پالنےوالا اور ان کی پرورش کرنے والا ہے۔ میں تجھ سے طلبگار ہوں تیری رحمت کے موجبات کا اور تیری مغفرت کے عزائم کا اور ہر نیکی میں غنیمت کا اور ہر گناہ سے بچاؤ کا۔ میرے لئے کوئی گناہ ایسا نہ چھوڑنا جسے تُو نے بخش نہ دیا ہو اور نہ کوئی پریشانی اور فکر جسے تُو نے دور نہ کر دیا ہو ۔ اور نہ کوئی ضرورت جو تیری رضا کا موجب ہو جسے تُو نے پورا نہ کر دیا ہو۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے!

(سنن الترمذی ابواب الوتر باب ما جاء فی صلاة الحاجة، حدیث نمبر 479)

حضرت ابنِ عباسؓ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک رات جب آپؐ اپنی نماز سے فارغ ہوئے۔ یہ فرماتے ہوئے سنا۔

● اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ تَهْدِي بِهَا قَلْبِي، وَتَجْمَعُ بِهَا أَمْرِي، وَتَلُمُّ بِهَا شَعَثِي، وَتُصْلِحُ بِهَا غَائِبِي، وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِي، وَتُزَكِّي بِهَا عَمَلِي، وَتُلْهِمُنِي بِهَا رُشْدِي، وَتَرُدُّ بِهَا أُلْفَتِي، وَتَعْصِمُنِي بِهَا مِنْ كُلِّ سُوءٍ، اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِي إِيمَانًا وَيَقِينًا لَيْسَ بَعْدَهُ كُفْرٌ، وَرَحْمَةً أَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الفَوْزَ فِي القَضَاءِ، وَنُزُلَ الشُّهَدَاءِ، وَعَيْشَ السُّعَدَاءِ، وَالنَّصْرَ عَلَى الأَعْدَاءِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِي، وَإِنْ قَصُرَ رَأْيِي وَضَعُفَ عَمَلِي، افْتَقَرْتُ إِلَى رَحْمَتِكَ، فَأَسْأَلُكَ يَا قَاضِيَ الأُمُورِ، وَيَا شَافِيَ الصُّدُورِ، كَمَا تُجِيرُ بَيْنَ البُحُورِ أَنْ تُجِيرَنِي مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ، وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُورِ، وَمِنْ فِتْنَةِ القُبُورِ، اَللّٰهُمَّ مَا قَصُرَ عَنْهُ رَأْيِي، وَلَمْ تَبْلُغْهُ نِيَّتِي، وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْأَلَتِي مِنْ خَيْرٍ وَعَدْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ خَيْرٍ أَنْتَ مُعْطِيهِ أَحَدًا مِنْ عِبَادِكَ، فَإِنِّي أَرْغَبُ إِلَيْكَ فِيهِ، وَأَسْأَلُكَهُ بِرَحْمَتِكَ رَبَّ العَالَمِينَ، اَللّٰهُمَّ ذَا الحَبْلِ الشَّدِيدِ، وَالأَمْرِ الرَّشِيدِ، أَسْأَلُكَ الأَمْنَ يَوْمَ الوَعِيدِ، وَالجَنَّةَ يَوْمَ الخُلُودِ، مَعَ المُقَرَّبِينَ الشُّهُودِ الرُّكَّعِ، السُّجُودِ المُوفِينَ بِالعُهُودِ، إِنَّكَ رَحِيمٌ وَدُودٌ، وإِنَّكَ تَفْعَلُ مَا تُرِيدُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِينَ مُهْتَدِينَ، غَيْرَضَالِّينَ وَلَا مُضِلِّينَ، سِلْمًا لِأَوْلِيَائِكَ، وَعَدُوًّا لِأَعْدَائِكَ، نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ أَحَبَّكَ، وَنُعَادِي بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ، اَللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَاءُ وَعَلَيْكَ الإِجَابَةُ، وَهٰذَا الجُهْدُ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِي نُورًا فِي قَلْبِي، وَنُورًا فِي قَبْرِي، وَنُورًا مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، وَنُورًا مِنْ خَلْفِي، وَنُورًا عَنْ يَمِينِي، وَنُورًا عَنْ شِمَالِي، وَنُورًا مِنْ فَوْقِي، وَنُورًا مِنْ تَحْتِي، وَنُورًا فِي سَمْعِي، وَنُورًا فِي بَصَرِي، وَنُورًا فِي شَعْرِي، وَنُورًا فِي بَشَرِي، وَنُورًا فِي لَحْمِي، وَنُورًا فِي دَمِي، وَنُورًا فِي عِظَامِي، اَللّٰهُمَّ أَعْظِمْ لِي نُورًا، وَأَعْطِنِي نُورًا، وَاجْعَلْ لِي نُورًا، سُبْحَانَ الَّذِي تَعَطَّفَ العِزَّ وَقَالَ بِهِ، سُبْحَانَ الَّذِي لَبِسَ المَجْدَ وَتَكَرَّمَ بِهِ، سُبْحَانَ الَّذِي لَا يَنْبَغِي التَّسْبِيحُ إِلَّا لَهُ، سُبْحَانَ ذِي الفَضْلِ وَالنِّعَمِ، سُبْحَانَ ذِي المَجْدِ وَالكَرَمِ، سُبْحَانَ ذِي الجَلَالِ وَالإِكْرَامِ

اے اللہ! میں تیری جناب سے رحمت کا طلبگار ہوں جس کے ذریعہ تُو میرے دل کو ہدایت دے اور جس کے ذریعہ تو میرے معاملات کو اکٹھا کر دے اور جس کے ذریعہ تُو میری پریشانیوں کو دور کر دے اور جس کے ذریعہ تُو میرے غائب کی اصلاح کر دے اور جس کے ذریعہ تُو میرے حاضر کو بلند کر دے اور جس کے ذریعہ تُو میرے عمل کا تزکیہ کر دے اور جس کے ذریعہ تُو میری ہدایت اور رُشد مجھے الہام کر دے اور جس کے ذریعہ تُو میری اُلفت کو لوٹا دے اور جس کے ذریعہ تُو مجھے ہر تکلیف سے بچادے۔ اے اللہ! مجھے ایسا ایمان اور یقین عطا فرما جس کےبعد کفر نہ ہو۔ اور ایسی رحمت عطا فرما جس کے ذریعہ میں دنیا اور آخرت میں تیری بزرگی حاصل کر سکوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے قضاء میں کامیابی کا طلبگار ہوں اور شہداء کی مہمان نوازی کا اور سعادتمندوں کی زندگی کا اور دشمنوں پر فتح کا۔ اے اللہ! میں تیرے حضور اپنی حاجات اور ضرورتیں پیش کرتا ہوں، اگرچہ میری رائے محدود ہے اور میرا عمل کمزور ہے، میں تیری رحمت کا محتاج ہوں۔ اے معاملات کا فیصلہ کرنے والے! میں تجھ سے طلبگار ہوں اور اے سینوں کو شفا دینےوالے! جس طرح سمندروں میں (اپنی مخلوق کی) حفاظت کرتا ہے اسی طرح تُو مجھے آگ سے بچا اور پناہ دے ہلاک کرنے والی دعا سے اور قبروں کے فتنہ سے۔ اے اللہ! جس سے میری رائے محدود رہ گئی اور جس تک میری نیت نہیں پہنچی اور اس خیر تک میرا سوال نہیں پہنچ سکا جس کا تُو نے اپنی مخلوق میں سے کسی ایک سے بھی وعدہ کیا ہو، یا کوئی خیر جسے تُو اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو بھی دینے والا ہے، پس میں اُس کے لئے تیری طرف مائل ہوتا ہوں اور اے تمام جہانوں کے پالنے والے تیری رحمت کے ذریعہ میں اس کا تجھ سے سوال کرتاہوں۔ اے اللہ! مضبوط رسی والے اور طاقتوں والے میں تجھ سے وعید کے دن امن کا طلبگار ہوں اور ہمیشگی کے دن جنت کا طلبگار ہوں، ان مقربین کے ہمراہ جو گواہی دینے والے ہیں، رکوع کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، ایفائے عہد کرنے والے ہیں۔ یقیناً تُو بہت زیادہ رحم کرنے والا اور بہت زیادہ محبت کرنے والا ہے۔ اور جو تُو چاہتا ہے وہ تُو کرتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے، نہ ہم خود گمراہ ہوں اور نہ ہم دوسروں کو گمراہ کرنے والے، تیرے دوستوں کے دوست اور تیرے دشمنوں کے دشمن۔ ہم تیری محبت کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں جس نے تجھ سے محبت کی اور تیری عداوت اور دشمنی کی وجہ سے ہم اس سے دشمنی کرتے ہیں جس نے تیری مخالفت کی۔

اے اللہ! یہ دعا ہے اور تیرے ذمہ قبول کرنا ہے اور یہ کوشش ہے اور تجھ پر بھروسہ ہے۔ اے اللہ! میرے لئے میرے دل میں نور بھر دے اور میری قبر میں نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور اور میرے داہنی جانب نور اور میرے بائیں جانب نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میری سماعت میں نور اور میری بصارت میں نور اور میرے بالوں میں نور اور میری جلد میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرےخون میں نور اور میری ہڈیوں میں نور (بھر دے) اے اللہ! میرے لئے نور کو بہت زیادہ بڑھا دے اور مجھے نور عطا فرما اور میرے لئے نور بنا دے۔ پاک ہے وہ جس نے عزت کی چادر اوڑھ لی اور اس کے ذریعہ کہا، پاک ہے وہ جس نے بزرگی کا جامہ پہن لیا اور اس کے ذریعہ عزت اور شرف حاصل کیا۔ پاک ہے وہ کہ صرف وہی تسبیح کے لائق ہے۔ پاک ہے فضل اور نعمتوں والا، پاک ہے بزرگی اور شرف والا، پاک ہے جلال اور اکرام والا۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب منہ ، حدیث نمبر 3419)

حضرت فَضالہ بن عُبَیدؓ نے بیان کیا اس اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی تو اس نے کہا اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے نماز پڑھنے والے! تُو نے جلدی کی ہے۔ جب تم نماز پڑھو اور بیٹھو تو اللہ کی حمد بیان کرو جس کا وہ حقدار ہے اور مجھ پردرود بھیجو پھر اس سے دعا مانگو۔ راوی نے کہا اس کے بعد ایک اور شخص نے نماز پڑھی تو اس نے اللہ کی حمد بیان کی اور نبی ﷺ پر درد بھیجا تو نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا اے نماز پڑھنے والے! دعا کرو تمہاری دعا قبول کی جائے گی۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب ، حدیث نمبر 3476)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کو جب کسی معاملہ میں پریشانی ہوتی تو آپؐ فرماتے۔

● يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ۔

اے زندہ اور دوسروں کو زندہ رکھنے والے، اے قائم اور دوسروں کو قائم رکھنے والے اپنی رحمت کے ساتھ میری مدد فرما۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب ، حدیث نمبر 3524)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں اس اثناء میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ حضرت علی بن ابوطالبؓ آئے اور انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں! یہ قرآن میرے سینہ سے نکل گیا ہے اور میں اسے یاد رکھنے کی طاقت نہیں پاتا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوالحسن! کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جن کے ذریعہ اللہ تمہیں نفع دے گا اور جن کے ذریعہ وہ نفع حاصل کرے گا جنہیں تُو یہ سکھائے گا۔ اور جو تو سیکھے اللہ اسے تیرے سینہ میں محفوظ رکھے گا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ضرور، مجھے سکھائیں۔ آپؐ نے فرمایا جب جمعہ کی رات ہو اور اگر ممکن ہو تو تم رات کی آخری تہائی میں قیام کرو کیونکہ وہ گھڑی ایسی ہے کہ اس میں (فرشتے) حاضر کئے جاتے ہیں۔ اور اس میں کی جانے والی دعا مستجاب ہے۔ اور میرا بھائی یعقوبؑ اپنے بیٹوں سے کہہ چکا ہے۔ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ۔ (یوسف:99) میں عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے بخشش طلب کروں گا۔ (حضرت یعقوبؑ نے) فرمایا یہاں تک کہ جمعہ کی رات آ جائے۔ (نبی کریم ﷺ نے مزید فرمایا) پھر اگر تم طاقت نہ رکھو تو رات کے درمیان میں قیام کرو۔ پھر اگر تم استطاعت نہ رکھو تو اس کے اوائل میں قیام کرو اور چار رکعت نماز پڑھو۔ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ سورۃ یٰسٓ اور دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ حٰمٓ الدخان (سورۃ الدخان) اور تیسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ الم تنزیل السجدہ (سورۃ السجدۃ) اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ تبارک مفصل (سورۃ الملک) پڑھو۔ پھر جب تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی حمد بیان کرو اور اللہ کی عمدگی سے ثناء کرو، اور مجھ پر درود بھیجو اور عمدگی سے بھیجو اور دیگر سارے انبیاء پر اور مومن مردوں اور مومن عورتوں اور اپنے بھائیوں کے لئے بخشش طلب کر جو ایمان میں تجھ سے سبقت لے جا چکے ہیں۔

پھر اس کے آخر میں کہو۔

● اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي بِتَرْكِ المَعَاصِي أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي، وَارْحَمْنِي أَنْ أَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِينِي، وَارْزُقْنِي حُسْنَ النَّظَرِ فِيمَا يُرْضِيكَ عَنِّي، اَللّٰهُمَّ بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ذَا الجَلَالِ وَالإِكْرَامِ وَالعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ، أَسْأَلُكَ يَاأَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِي حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِي، وَارْزُقْنِي أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي يُرْضِيكَ عَنِّيَ، اَللّٰهُمَّ بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ذَا الجَلَالِ وَالإِكْرَامِ وَالعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ، أَسْأَلُكَ يَا أَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِي، وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِي، وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِي، وَأَنْ تَشْرَحَ بِهِ صَدْرِي، وَأَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِي، فَإِنَّهُ لَا يُعِينُنِي عَلَى الحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيهِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ العَلِيِّ العَظِيمِ۔

اے اللہ! مجھ پر رحم فرما گناہوں کو ہمیشہ کے لئے چھوڑنے پر جب تک تُو مجھے زندہ رکھے اور مجھ پر رحم فرما کہ میں ایسے کاموں میں پڑوں جو میرے لئے غیرضروری ہیں اور مجھے حسنِ نظر عطا فرما جس کے ذریعہ تُو مجھ سے راضی ہو جائے۔ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، جلال اور اکرام اور اس عزت والے جس کی کوئی خواہش نہیں کر سکتا، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں

یااللہ، یا رحمان، تیرے جلال کے ساتھ اور تیرے چہرہ کے نور کے ساتھ کہ تُو میرے دل کو اپنی کتاب کے محفوظ کرنے پر چمٹا دے جیسا کہ تُو نے مجھے سکھایا ہے اور عطا فرمایا ہے کہ میں اس کی تلاوت اس طریق سے کروں جس سے تُو مجھ سے خوش ہو جائے۔ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، جلال اور اکرام اور اس عزت والے جس کی کوئی خواہش نہیں کر سکتا۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں یا اللہ، یا رحمٰن۔ تیرے جلال کے ساتھ اور تیرے چہرے کے نور کے ساتھ کہ تو اپنی کتا ب کے ذریعہ میری بصارت کو منور کر دے اور اس کے ذریعہ میری زبان کو رواں کر دے اور یہ کہ تُو اس کے ذریعہ میرے دل کو کشادہ کر دے اور اس کے ذریعہ میرے سینہ کو کھول دے اور اس کے ذریعہ میرے بدن کو دھو دے کیونکہ حق پر تیرے علاوہ میری کوئی اور مدد نہیں کر سکتا اور یہ باتیں کوئی عطا نہیں کر سکتا سوائے تیرے ۔ اور نہ کوئی طاقت ہے اور نہ ہی کوئی قوت سوائے اللہ کے جو بہت بلند اور عظمت والا ہے۔

اے ابوالحسن! ایسا تین جمعہ کرو یا پانچ یا سات۔ اللہ کے حکم سے تمہیں جواب دیا جائے گا۔ اس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے اس دعا نے کبھی کسی مومن کو فیض سے محروم نہیں رکھا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا اللہ کی قسم! حضرت علیؓ نے پانچ یا سات (جمع) نہیں گزارے ہوں گے کہ وہ رسول اللہﷺ کی خدمت میں اسی طرح کی مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہﷺ! پہلے میں چار یا اس کے قریب آیات یاد کرتا تھا پھر جب انہیں دل میں پڑھتا تو وہ بھول جاتیں اور اب میں چالیس کے قریب آیات یاد کرتاہوں اور جب میں انہیں اپنے دل میں پڑھتا ہوں تو یہ حالت ہوتی ہے گویا اللہ کی کتاب میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور میں حدیث سنتا تھا پھر جب میں اسے دہراتا تو وہ بھول جاتی اور آج میں احادیث سنتا ہوں اور جب انہیں بیان کرتا ہوں تو ان میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑتا۔ اس پر رسول اللہﷺ نے ان سے فرمایا۔ اے ابوالحسن! رب کعبہ کی قسم مومن ہو۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب فی دعاء الحفظ، حدیث نمبر 3570)

حضرت ابنِ ابو اوفیٰؓ نے بیان کیا ایک شخص نبی کریمﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہﷺ! میں طاقت نہیں رکھتا کہ میں قرآن سے کچھ یاد کر سکوں۔ پس آپؐ مجھے سکھائیں جو میرے لئے کافی ہو۔ آپؐ نے فرمایا، تم کہو۔

- سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

اے اللہ تُو پاک ہے اور ہر قسم کی تعریف کا حقدار اللہ ہے۔ اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے اور کوئی طاقت اور کوئی قوت نہیں مگر اللہ کے ذریعہ۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ! یہ اللہ عزوجل کے لئے ہے تو میرے لئے کیا ہے؟آپؐ نے فرمایا تم کہو۔

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَعَافِنِي، وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي۔

اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت سے رکھ اور مجھے ہدایت سے نواز اور مجھے رزق عطا فرما۔

پھر وہ واپس گیا تو اس نے اپنی دونوں ہتھیلیاں پکڑی ہوئی تھیں۔ اس پر نبی کریمﷺ نے فرمایا: جہاں تک اس کا تعلق ہے تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ خیر سے بھر لئے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ487بقیہ حدیث عبداللہ بن ابی اوفیٰ عن النبیﷺ حدیث نمبر 19320، دارالکتاب العربی بیروت 1998ء)

حضرت وَاثِلَہ بِنْ اَسْقَعؓ نے بیان کیاکہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی ۔ میں نے آپؐ کو کہتے ہوئے سُنا۔

- اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ، وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ، فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔

اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے سپرد ہے اورتیرے قرب کے حلقہ میں ہے۔پس تُو اسے قبر کی آزمائش سے بچا اور آگ کے عذاب سے۔ تُو وفا کا حق دار اور حق ہے۔پس تُو اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما۔ یقیناً تُو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ما جاء فی الدعاءفی الصلاۃ علی المیت، حدیث نمبر 1499)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً روزہ دار کی اس کے افطار کے وقت کی دعا ایسی ہے جو ردّ نہیں کی جاتی۔ابنِ ابی مُلَیکہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ جب افطار کرتے تو کہتے۔

- اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي۔

اے اللہ ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رحمت کے واسطہ سے جو ہر چیز پر وسیع ہے کہ تو مجھے بخش دے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام باب فی الصائم لاترد دعوتہ ، حدیث نمبر 1753)

حضرت ابواُمامہ باہلیؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس باہر تشریف لائے اورآپؐ عصا کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ہم نے جب آپؐ کو دیکھا، ہم کھڑے ہوگئے ۔ اس پر آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرو جیسے اہل فارس اپنے بڑوں کیلئے کرتے ہیں۔ہم نے عرض کیا یارسولؐ اللہ ! آپؐ ہمارے لئے اللہ سے دعا کریں۔ آپؐ نے کہا:

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا، وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَأَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ۔

اے اللہ! ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور ہم سے راضی ہوجا اور ہم سے قبول فرما اور ہمیں جنت میں داخل فرمااور ہمیں آگ سے بچااور ہمارے سارے کام ٹھیک کردے۔

راوی نے کہا گویاہم نے یہ پسند کیا کہ آپؐ ہمیں اور دیں۔ آپ ؐنے فرمایا کیا میں نے تمہارے لئے تمام باتیں جمع نہیں کردیں؟

(سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب دعاء رسول اللہ ﷺ، حدیث نمبر 3836)

نبی کریمﷺ نے ہمیں آدابِ دعا بھی سکھائے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنی چاہئے اور کس طرح نہیں کرنی چاہئے۔ چنانچہ روایت میں بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ اے اللہ! مجھے بخش دے اگر تو چاہے اور مجھ پر رحم فرما اگر تو چاہے اور مجھے رزق عطا فرما۔ اسے چاہئے کہ وہ اپنی التجا کو الحاح کے ساتھ پیش کرے کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اسے کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد3 صفحہ 45مسند ابوہریرہؓ حدیث نمبر 7312، دارالکتاب العربی بیروت 1998ء)

حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا میں نبی کریمﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے آپؐ کو 100 مرتبہ استغفار کرتے ہوئے سنا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔

- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، أَوْ إِنَّكَ تَوَّابٌ غَفُورٌ۔

اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ پر نظر شفقت فرما۔ یقیناً تو ہی توبہ قبول کرنے والا ہے اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یا(فرمایا) یقیناً تُو توبہ قبول کرنے والا ہے بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 381مسند عبداللہ بن عمرؓ حدیث نمبر 5354، دارالکتاب العربی بیروت 1998ء)

حضرت اُمِّ سَلَمَہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

- رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ، وَاهْدِنِي لِلطَّرِيقِ الْأَقْوَمِ۔

اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما اور مجھے اس طریق کی ہدایت دے جو سب سے سیدھا اور درست اور مضبوط ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 610 حدیث ام سلمۃ زوج النبیﷺ حدیث نمبر 27126، دارالکتاب العربی بیروت 1998ء)

حضرت قَبِیصَہ بِنْ مُخَارِق نے بیان کیا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اے قبیصہ! کس کام سے آئے؟ انہوں نے عرض کیا میری عمر زیادہ ہو گئی ہے اور میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں۔ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپؐ مجھے سکھائیں جس کے ذریعہ اللہ عزوجل مجھے نفع دے۔ آپؐ نے فرمایا: اے قبیصہ! تم کسی پتھر کے پاس سے نہیں گزرو گے اور نہ کسی درخت کے اور نہ کسی گھر کے مگر وہ سب تمہارے لئے بخشش طلب کریں گے۔ اے قبیصہ! جب تم فجر کی نماز پڑھو تو کہو سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ۔

پاک ہے اللہ جو عظمت والا ہے اور اس کی تعریف کے ساتھ۔

تم اندھے پن اور جذام اور فالج سے عافیت میں رہو گے۔

اے قبیصہ! کہو

- اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِمَّا عِنْدَكَ، وَأَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ، وَانْشُرْ عَلَيَّ رَحْمَتَكَ، وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ۔

اے اللہ! مجھ تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کا جو تمہارے پاس ہے۔ اور تُو مجھے اپنے فضل سے فیض یاب فرما اور اپنی رحمت کی چادر پھیلا دے اور مجھ پر اپنی برکات نازل فرما۔

(مسند احمد بن حنبل جلد6صفحہ 877-876 حدیث قبیصۃ بن مخارق عن النبیﷺ حدیث نمبر20886، دارالکتاب العربی بیروت 1998ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان مبارک اور مقدس ایام میں ان دعاؤں کا ورد کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے نتیجہ میں ہمارا رحمان و رحیم اور مہربان خدا ہم سب کو اپنی ردائے رحمت میں ڈھانپ لے اور اس کے نتیجہ میں ہم مسلسل اس کی رحمتوں کو حاصل کرتے چلے جائیں۔

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ2جون 2018ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

اس وقت دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔

پہلا نکاح عزیزہ خالدہ احمد بنت Mr. Eugeniusz Grzelak کا ہے۔

اس موقع پر حضور انور نے لڑکی کے وکیل سے دریافت فرمایا۔

Jonathan! how should I pronounce the name of father of the girl?

Jonathan صاحب کے عرض کرنے پر حضور انور نے دلہن کے والد کا نام بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

یہ نکاح عزیزم عطاءالنصیر (مربی سلسلہ یونان)کے ساتھ پانچ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے جو عبداللطیف صاحب کے بیٹے ہیں ۔ لڑکی کی طرف سے ان کے وکیل Jonathan Butter-worth صاحب ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کرواتے ہوئے لڑکی کے وکیل سے انگریزی میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا۔

اگلا نکاح عزیزہ ماریہ ربانی بنت ملک عابد ربانی صاحب کا ہے۔

یہ نکاح عزیزم مصور احمد ابن مظفر احمد صاحب (ڈربی) کے ساتھ سات ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروانے کے بعد فرمایا:

دونوں رشتوں کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کر لیں۔

اس کے بعد حضور انور نےان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کروائی اور دعا کے بعد دونوں نکاحوں کے فریقین نے حضور انور سے مبارکباد لیتے ہوئے حضور انور سےمصافحہ کی سعادت بھی پائی۔

(مرتبہ :۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(الفضل انٹرنیشنل 24۔اپریل 2020ء)

ابو المنصور احمد

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا صبر اور عفو و در گزر

عفو و در گزر اُن صفاتِ حسنہ میں سے ہے جو انسان کے کردار کی عظمت کی نشاندہی کرتی ہیں۔عام طور پر ان صفات کے حامل انسان کو کمزور اور انتقام لینے والے شخص کو طاقتور سمجھا جاتا ہے ۔حالانکہ موقع و حالات کے مطابق اور بدلہ لینے کی طاقت کے باوجود عفو و در گزر کرنے والا انسان حقیقت میں بہت بہادر ، اُولوالعزم اور اندر سے بہت مضبوط ہوتا ہے کیونکہ صبر کی بناء پر ہی یہ اَوصاف پیدا ہوتے ہیں اورخدا کے انبیاء و مرسلین اور خدا کے برگزیدہ بندوں میں یہ اَوصاف بدرجۂ اَتم پائے جاتے ہیں۔یہانتک کہ وہ صرف اپنے قریبی لوگوں کی خطاؤں سے ہی صبر کے ساتھ عفو و در گزر کا سلوک نہیں کرتے بلکہ اُن کے دشمن اور خون کے پیاسے بھی اُن کے اِس وصف سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں متّقیوں کی شان میں فرماتا ہے۔

اَلَّذِينَ يُنۡفِقُوۡنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡكَاظِمِينَ الۡغَيۡظَ وَالۡعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِينَ۔

(آلِ عمران :135)

ترجمہ : وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اورغصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے در گزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

پھر فرماتا ہے۔

وَلَا يَاۡتَلِ اُوۡلُواالۡفَضۡلِ مِنۡكُمۡ وَالسَّعَةِ اَنۡ يُّؤۡتُوۡۤا اُولِي الۡقُرۡبٰى وَالۡمَسَاكِيۡنَ وَالۡمُهَاجِرِيۡنَ فِي سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلۡيَعۡفُوۡا وَلۡيَصۡفَحُوۡا اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَكُمۡ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ۔

(النور: 23)

ترجمہ : اور تم میں سے صاحبِ فضیلت اور صاحبِ توفیق اپنے قریبیوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہ دینے کی قسم نہ کھائیں۔پس چاہیٔے کہ وہ معاف کر دیں اور در گزر کریں۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دےاور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پھرفرماتا ہے۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثۡلُهَا ۚ فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيۡنَ.........وَلَمَنۡ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ۔

(الشوریٰ: 41۔44)

اور بدی کا بدلہ،کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے۔پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا.........اور جو صبر کرے اور بخش دے تو یقیناً یہ او لوالعزم باتوں میں سے ہے۔

آج کے دَور میں جبکہ یہ صفاتِ حسنہ ناپید ہو رہی تھیں۔اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ایک عاشقِ صادق کو آپؑ کی سنت کی احیاء کے لئے مبعوث فرمایا۔تا جو زندگی کے خواہاں ہیں اُن کو وہی مَے پلا دی جائے اور اُن میں صحابہؓ رسول ﷺ کے رنگ ڈھنگ پیدا کر دیئے جائیں۔آیئے دیکھیں آپ ﷺ کے ظلِّ کامل ، مسیح محمدیؑ نے اِن اخلاقِ محمدی کا کیسے احیاءِ نَو کیا۔

صبر اور عفو و در گزر کے لئے اَپنوں، غیروں ،دوستوں دُشمنوں،رشتہ داروں شریکہ برادری ، ہم مذہبوں ، غیر مذہبوں ، مُحِبّوں اور جانثاروں سے آپؑ کا کیا سلوک ہوتا تھا ؟اسی سے پتہ چل سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپؑ کو کیسا بنایا تھا؟اور اخلاقِ محمدی ﷺ کا پَرتَو کیسا کامل آپؑ پر پڑا تھااور اُس سراجِ منیر سے روشنی کا اکتساب کیسے کامل طور پر کیا کہ خود بھی بدرِ کامل بن گئے۔

اِس مضمون میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی پاکیزہ سیرت سے صبر اور عفوو در گزر کےواقعات کی صورت میں کچھ بیان کرنا مقصود ہے جو نہ صرف آپؑ کے اعلیٰ اخلاق پر فائز ہونے پرشاہدِ ناطق ہیں بلکہ آپؑ کی سچائی پر بھی دلالت کرتے ہیں ۔

اَپنوں کی غلطی پر در گزر

حضرت حامد علیؓ حضورؑ کے پرانے خادموں میں سے تھے۔آپؓ فرماتے ہیں۔"مجھے ساری عمر میں کبھی حضرت مسیح موعودؑ نے نہ جھڑکا اور نہ سختی سے خطاب کیا بلکہ میں بڑا ہی سُست تھا اور اکثر آپ کے ارشادات کی تعمیل میں دیر بھی کر دیا کرتا تھا۔"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ تحریر فرماتے ہیں۔

"حافظ حامد علیؓ کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ اور معاملہ کرتے تھے جیسا کسی عزیز سے کیا جاتا ہےاور یہ بات حافظ حامد علیؓ ہی پر موقوف نہ تھی ۔حضرت کا ہر ایک خادم اپنی نسبت یہی سمجھتا تھا کہ مجھ سے زیادہ اور کوئی عزیز آپ کو نہیں۔بہرحال حافظ حامد علیؓ کو ایک دفعہ کچھ لفافے اور کارڈ آپ نے دیئے کہ ڈاک خانہ میں ڈال آؤ۔حافظ حامد علیؓ کا حافظہ کچھ ایسا ہی تھا۔پس وہ کسی اور کام میں مصروف ہو گئے اور اپنے مفوّض کو بھول گئے۔ایک ہفتہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ (جو اُن دنوں میں میاں محمود اور ہنوز بچہ ہی تھے)کچھ لفافے اور کارڈ لئے دوڑتے ہوئے آئے کہ ابّا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے خط نکالے ہیں۔آپؑ نے دیکھا تو وہی خطوط تھے جن میں سے بعض رجسٹرڈ خط بھی تھے اور آپؑ اُن کے جواب کے منتظر تھے۔حامد علیؓ کو بلوایااور خط دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا کہا۔ "حامد علی! تمہیں نسیان بہت ہو گیا ہے ذرا فکر سے کام کیا کرو۔"

ضروری اور بہت ضروری خطوط جن کے جواب کا انتظار مگر خادم کی غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں اور بجائے ڈاک میں جانے کے وہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں سے جا ملتے ہیں اس پر کوئی باز پُرس کوئی سزا اور کوئی تنبیہ نہیں کی جاتی۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 109)

حضرت مولوی عبدالکریمؓ اخبار الحکم میں تحریر فرماتے ہیں۔

"محمود(حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) چار ایک برس کا تھا۔حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔میاں محمود دِیا سلائی لے کر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جوکچھ دل میں آئی اُن مسوّدات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مشغول ہیں۔ سر اُٹھا کر دیکھتے ہی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔حضرت کو سیاق و سباق عبارت کے ملانے کے لئے کسی گزشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت پیش آئی۔اِس سے پوچھتے ہیں خاموش ! اُس سے پوچھتے ہیں دَبکا جاتا ہے۔آخر ایک بچہ بول اُٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے۔عورتیں،بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور اُنگشت بدنداں کہ اب کیا ہو گااور دَرحقیقت عادتاً بُری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہیئے تھا ۔مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں"خوب ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہو گی اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اِس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھا دے۔"

(سیرت مسیح موعودؑ ازعرفانی صاحب)

حضرت مولوی عبدالکریمؓ مزید فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ اتفاق ہوا کہ جن دنوں حضرت صاحب "تبلیغ" لکھا کرتے تھے مولوی نورالدین صاحب تشریف لائے۔حضرت صاحب نے ایک بڑا دو ورقہ مضمون لکھا اور اس کی فصاحت و بلاغتِ خدا داد پرحضرت صاحب کو ناز تھا اور وہ فارسی ترجمہ کے لئے مجھے دینا تھا مگر یاد نہ رہا اور جیب میں رکھ لیا اور باہر سیر کو چل دیئے۔مولوی صاحب اور جماعت بھی ساتھ تھی۔ واپسی پر کہ ہنوز راستہ میں ہی تھے۔مولوی صاحب کے ہاتھ میں کاغذ دے دیا کہ وہ پڑھ کر عاجز راقم کو دے دیں۔مولوی صاحب کے ہاتھ سے مضمون گر گیا۔واپس ڈیرہ میں آئے اور بیٹھ گئے۔حضرت صاحب معمولاً اندر چلے گئے۔میں نے کسی سے کہا کہ آج حضرت صاحب نے مضمون نہیں بھیجا اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور ابھی مجھے ترجمہ بھی کرنا ہے۔مولوی صاحب کو دیکھتا ہوں تو رنگ فق ہورہا ہے۔حضرت صاحب کو خبر ہوئی ، معمول ہشاش بشاش چہرہ،تبسّم زیرِلب تشریف لائے اور بڑا عذر کیا کہ مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی۔مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اتنی تگا پو کیوں کیا گیا۔میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بہتر عطا فرمائے گا۔"

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 260)

مکرم قاضی یار محمد ایک بڑے مخلص احمدی تھے۔ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا۔وہ حضورؑ کے جسم مبارک سے برکت حاصل کرنے کا ایک یہ طریقہ نکالتے تھے کہ جب حضورؑ نماز کی نیت باندھتے تو وہ نماز ہی میں حضورؑ کے جسم پر اپنی دانست میں برکت حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پھیرنا شروع کر دیتے اور ان کے ہاتھ پھیرنے کا طریق بھی یہ ہوتا تھا کہ گویا جسم کو ٹٹول رہے ہیں۔اس سے لازمی بات ہے کہ حضورؑ کو بڑی کوفت ہوتی تھی۔حضورؑ چاہتے تو سختی سے اس دیوانہ شخص کو روکا جا سکتا تھا۔مگر آپؑ کا طرزِعمل یہ تھا کہ آپؑ نماز کے دوران اِس مشکل سے بچنے کے لئے کوٹھڑی میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ تاکہ وہ دیوانہ وہاں نہ آسکے۔اُس دیوانہ کو کوئی ادنیٰ سی تکلیف پہنچانے یا سختی کرنے یا ڈانٹنے کا بھی ذکر نہیں۔

ایک ملازمہ کے بارہ میں گھر میں شور ہوا ،حضرت مسیح موعودؑ کو جب معلوم ہوا کہ اُس نے چاول چُرائے ہیں اور لے کر جاتے ہوئے پکڑی گئی ہے تو آپؑ نے اُس سے نہ صرف دَرگزر کرنے کی تلقین فرمائی بلکہ احسان کا سلوک فرمایا۔

دُشمنوں سے سلوک

میرٹھ سے احمد حسین شوکت نامی ایک شخص نے ایک اخبار شحنہ ہند جاری کیا ہوا تھا۔ یہ شخص اپنے آپ کو مجدد السنہ مشرقیہ کہا کرتا تھا۔حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں اس نے اپنے اخبار کا ایک ضمیمہ جاری کیا۔جس میں ہر قسم کے گندے مضامین مخالفت میں شائع کرتااور اس طرح جماعت کی دِلآزاری کرتا میرٹھ کی جماعت کو اس سے خصوصیت سے تکلیف ہوتی۔ 12۔اکتوبر1902ء کا واقعہ ہے کہ میرٹھ کی جماعت کے پریزیڈنٹ جناب شیخ عبدالرشید جو ایک معزّز زمین دار اور تاجر تھے قادیان آئے اور حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ضمیمہ شحنہ ہند کے توہین آمیز مضامین پر عدالت میں نالش کر دوں۔حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ "ہمارے لئے خدا کی عدالت کافی ہے۔ یہ گناہ میں داخل ہو گا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدّم کریں۔اس لئے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔"

جو لوگ اس گندے لٹریچر سے واقف نہیں وہ اِس فیصلہ کی

اہمیت سمجھ نہیں سکتے۔مگر جنہوں نے اس کو دیکھا ہے وہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر اس شخص سے عدالت کے ذریعے انتقام لیا جاتا تو عقلاً، عرفاً، اخلاقاً جائز ہوتا۔مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر گز پسند نہ فرمایا۔یہ پہلا موقع نہ تھا کہ حضرت اقدسؑ نے اپنے دُشمن کو اس طرح پر معاف کر دیا۔بلکہ اسی قوم کا ایک واقعہ اس سے پہلے بھی گزرا۔

فساد کرنے والے سکھّوں کی رہائی

حضرت محمد خان ؓ ساکن گل منج کی روایت ہے کہ ایک بار جبکہ کثرت سے لوگ قادیان آنا شروع ہو گئے تھے بہت سے لوگ قادیان آئے، اُن میں لاہور کے لوگ بھی شامل تھے۔حضورؑ یہ ذکر فرما رہے تھے کہ دُور دراز سے لوگوں نے آکر مجھے قبول کیا لیکن قادیان کے لوگوں نے یہ کہا .... اتنے میں حاضرین میں سے دو سکھّوں نے جن میں سے ایک اندھا تھا اُٹھ کر گڑ بڑ کرنی شروع کی۔اندھا سکھ بولا: بھائیو ! پیارو مترو!میری اِک عرض وا .... اس کا انداز یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ حضورؑ کی تقریر میں رخنہ ڈال کر اپنے مذہب کے متعلق کچھ پرچار کرنا چاہتا ہے جس پر قریب کے لوگوں نے اُسے روک دیا کہ بولو نہیں وعظ ہو رہا ہے۔دومنٹ کے بعد پھر اُس اندھے نے پہلے کی طرح الفاظ کہے۔پھر لوگوں نے اُسے روک دیا۔اُس اندھے کے ساتھ نوجوان سکھ نے گالیاں دینی شروع کر دیں۔اُس وقت پولیس کا انتظام تھا اور محمد بخش تھانیدار بھی آیا ہوا تھا۔لوگوں نے تھانیدار کو کہا کہ دو سِکھ مسجد میں گالیاں نکال رہے ہیں۔تھانیدار اُس وقت مرزانظام الدین کے دیوان خانہ میں کھڑا تھا اور دو سپاہی اس کے ساتھ تھے۔وہ گئے اور ان سِکھّوں کو پکڑ کر دیوان خانہ میں لے گئے۔حضرت صاحب کے تقریر ختم کرنے کے دو گھنٹہ بعد کسی شخص نے آکر بتایا کہ تھانیدار نے ان سِکھّوں کو مارا ہے۔حضرت صاحب نے اُسی وقت تھانیدار کو فرمایا کہ وہ ان کو چھوڑ دے۔اس پر اُس تھانیدار نے اُن سِکھّوں کو چھوڑ دیا۔حضورؑ کی نرمی اور عفو کی یہ ایک عام مثال ہے۔جب بھی حضورؑ کے سامنے کسی نے ایسی بدتمیزی کی، حضور نے خود اُس کی حفاظت فرمائی حالانکہ عام دُنیاوی نظریہ یہی ہے کہ ایسے لوگوں کی تھوڑی بہت گوشالی ہوتی رہے تو دوسرے شر پسندوں کو عبرت حاصل ہوتی رہے۔مگر حضور کا وسیع ظرف،طبیعت کی بے انتہازمی اور عفو و درگزر کی صفات اپنی مثال آپ تھیں۔

قادیان میں ایک شخص نہال چند(نہالا)بھاروراج ایک برہمن تھا۔اپنی جوانی کے ایّام میں وہ ایک مشہورمقدمہ باز تھا۔آخر عمر تک قریباً اُس کی ایسی حالت رہی۔وہ اُن لوگوں میں سے تھا جو حضرت اقدسؑ کے خاندان کے ساتھ عموماً مقابلہ اور شرارتیں کرتے رہتے تھے۔پھر سلسلہ کے دُشمنوں کے ساتھ بھی رہتا۔اخیر عمر میں اُس کی مالی حالت نہایت خراب ہو گئی۔یہاں تک کہ بعض اوقات اُس کو اپنی روزانہ ضروریات کے لئے بھی مشکلات پیش آتی تھیں۔اُس نے ایک مرتبہ حضرت اقدسؑ کے دروازے پر آ کر ملاقات کی خواہش کی اور اطلاع کرائی۔حضرت صاحب فوراً تشریف لے آئے۔اُس نے سلام کر کے اپنا قصہ کہنا شروع کیا۔حضرت اقدسؑ نے نہ صرف تسلی دی بلکہ پچیس روپے کی رقم لا کر اُس کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا کہ فی الحال اس سے کام چلاؤپھر جب ضرورت ہو مجھے اطلاع دینا۔چنانچہ اس کے بعد اُس شخص کا معمول ہو گیا کہ وہ مہینے دو مہینے کے بعد آتا اور ایک معقول رقم آپ سے اپنی ضروریات کے لئے لے جاتا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 299)

حضرت مسیح موعودؑ 20 فروری 1892ء کو لاہور تشریف لے گئے اور منشی میراں بخشؓ کی کوٹھی واقع چونا منڈی میں قیام فرمایالیکن لوگوں کی بکثرت آمدورفت اور دن بھر کے ججوم کو دیکھ کر محبوب رائیوں کی ایک وسیع اور فراخ کوٹھی میں منتقل ہو گئے۔

یہاں ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس نے حضرت اقدسؑ کی بردباری اور تحمّل کا پورا نقشہ پیش کر دیا۔حضرت اقدسؑ مجلس میں تشریف فرما تھے اور منشی شمس الدین مرحوم جنرل سیکریٹری کو آپ نے ’’آسمانی فیصلہ‘‘ دیا کہ اسے پڑھ کر حاضرین کو سنائیں .... اس مجلس میں بابوموز مدار جو برہمو سماج کے ان دنوں منسٹر تھے اور ایگزیمنر آفس میں بڑے آفیسر تھے اور اپنی نیکی اور خوش اخلاق کی وجہ سے معروف تھے۔سوشل کاموں میں آگے آگے رہتے تھے ،وہ اس جلسہ میں موجود تھے۔ایک شخص جو مسلمان کہلاتا تھاآیا اور اُس نے اپنے غیض و غضب کا اظہار نہایت نا سزاوار الفاظ اور گالیوں کی صورت میں کیا۔حضرت اپنی پگڑی کا شملہ منہ پر رکھے سنتے رہے اور بالکل خاموش تھے۔آپؑ کے چہرہ پر کسی قسم کی کوئی علامت نفرت یا غصہ کی ظاہر نہیں ہوئی۔یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپؑ کچھ سنتے ہی نہیں۔آخر وہ تھک کر آپ ہی خاموش ہو گیا اور چلتا بنا۔حاضرین میں سے اکثر کو غصہ آتا تھا مگر کسی کو یہ جرأت حضرتؑ کے اَدب کی وجہ سے نہ تھی کہ اُسے روکتا۔جب وہ چلا گیا تو بابو موزمدار نے کہا: ’’ ہم نے مسیح کی بُردباری کے متعلق بہت کچھ پڑھا اور سنا ہے۔مگر یہ کمال تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔‘‘ انہوں نے اس سلسلہ میں بہت کچھ کہا اور چونکہ اُن کے دفتر میں ہماری جماعت کے اکثر احباب تھے اور وہ اُن سب کا احترام کرتے تھے اور حضرت منشی نبی بخشؓ پر تو اُن کی خاص نظرِ عنایت تھی۔وہ اکثر اس واقعہ کو بیان کرتے اور حضرتؑ کے کمال ضبط کی تعریف کرتے تھے۔

(حیاتِ طیّبہ از شیخ عبدالقادر صفحہ 107)

حضرت مولوی شیر علیؓ کا ایک بیان فرمودہ واقعہ جو سیرت المہدی میں درج ہے وہ کچھ یوں ہے ۔

’’ایک دفعہ ایک ہندوستانی مولوی قادیان آیا اور حضرت مسیح موعودؑ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں ایک جماعت کی طرف سے نمائندہ ہو کر آپ کے دعویٰ کی تحقیق کے لئے آیا ہوں اور پھر اُس نے اختلافی مسائل کے متعلق گفتگو شروع کر دی اور بڑے تکلّف سے خوب بنا بنا کر موٹے موٹے الفاظ استعمال کرتا تھا۔اس کے جواب میں حضرت صاحب نے کچھ تقریر فرمائی تو وہ آپ کی بات کاٹ کر کہنے لگا کہ آپ کو مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ ہے مگر آپ الفاظ کا تلفّظ بھی اچھی طرح نہیں ادا کر سکتے۔اس وقت مولوی عبداللطیف شہیدؓ بھی مجلس میں حضرت صاحب کے پاس بیٹھے تھے۔اُن کو بہت غصہ آ گیا اور انہوں نے اسی جوش میں اُس مولوی کے ساتھ فارسی میں گفتگو شروع کر دی۔حضرت اقدسؑ نے مولوی عبداللطیف صاحب کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا اور کسی دوسرے وقت جبکہ مولوی صاحب مجلس میں موجود نہ تھے فرمانے لگے کہ اُس وقت مولوی صاحب کو بہت غصہ آ گیا تھا۔چنانچہ میں نے اِس ڈر سے کہ کہیں وہ اس غصہ میں اُس مولوی کو کچھ مار ہی نہ بیٹھیں،مولوی صاحب کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دبائے رکھا تھا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 52)

حضرت مرزا بشیر احمد ؓ تحریر فرماتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے حافظ روشن علیؓ نے کہ جب منارۃ المسیح بننے کی تیاری ہوئی تو قادیان کے لوگوں نے افسران گورنمنٹ کے پاس شکایتیں کیں کہ اِس مینارہ کے بننے سے ہمارے مکانوں کی پَردہ دری ہو گی۔چنانچہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک ڈپٹی قادیان آیا اور حضرت مسیح موعودؑ کو مسجد مبارک کے ساتھ والے حجرہ میں ملا۔اس وقت قادیان کے بعض لوگ جو شکایات کرنے والے تھے وہ بھی اس کے ساتھ تھے۔حضرت صاحب سے ڈپٹی کی باتیں ہوتی رہیں اور اس گفتگو میں حضرت صاحب نے ڈپٹی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ’’یہ بڈھا مل بیٹھا ہے آپ اس سے پوچھ لیں کہ بچپن سے لے کر آج تک کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ اسے فائدہ پہنچانے کا مجھے موقع ملا ہو اور میں نے فائدہ پہنچانے میں کوئی کمی کی ہو اور پھراس سے پوچھ لیں کہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے تکلیف دینے کا اسے کوئی موقع ملا ہو تو اس نے مجھے تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر چھوڑی ہو۔‘‘حافظ صاحب نے بیان کیا کہ میں اس وقت بڈھا مل کی طرف دیکھ رہا تھا۔اُس نے شرم کے مارے اپنا سر نیچے اپنے زانوؤں میں دیا ہوا تھااور اس کے چہرہ کا رنگ سپید پڑ گیا تھااور ایک لفظ بھی منہ سے نہیں بول سکا۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ 138)

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک جو امرتسر کے میڈیکل مشن کے مشنری تھے اور مباحثہ آتھم میں عیسائیوں کی جانب سے پریزیڈنٹ تھے ایک دن خود بھی مناظر رہے۔انہوں نے 1897ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف ایک مقدمہ اقدام قتل کا دائر کیا۔یہ مقدمہ کچھ عرصہ تک چلتا رہا اور بالآخر محض جھوٹا اور بناوٹی پایا گیااور حضرت اقدسؑ عزت کے ساتھ اس مقدمہ میں بَری ہوئے ۔

حضرت یعقوب علی عرفانیؓ بیان فرماتے ہیں۔

’’میں جو اس مقدمہ کو شائع کرنے والا ہوں ایک عینی شاہد ہوں اُس وقت عدالت میں موجود تھا۔جب کپتان ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے حضرت اقدسؑ کومخاطب کر کے کہا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک پر مقدمہ چلائیں اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ کو حق ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ’’میں کوئی مقدمہ کرنا نہیں چاہتا ۔ میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے۔‘‘

اس موقع پر اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا۔جس پر قتل کے اقدام کا مقدمہ ہو۔وہ اپنے دشمن سے ہر ممکن انتقام لینے کی کوشش کرتا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دشمنوں کو معاف کر کے تعلیم پر صحیح عمل کر کے دکھایا۔ایک وقت تھا کہ مارٹن کلارک نے مباحثہ اَمرتسر میں حضرت اقدسؑ کو اور آپؑ کی جماعت موجودہ کو چائے کی دعوت دی مگر آپؑ نے غیرت اسلامی کی بناء پر اُس دعوت کو مسترد کیا کہ یہ شخص نبی کریم ﷺ کوگالیاں دیتا ہے اور آپؐ کی تکذیب پر زور دیتا اور مسلمانوں کو برگشتہ کرنے کے لئے پورا زور لگاتا ہے اور مجھے دعوت دیتا ہے۔میری غیرت اس کو قبول نہیں کر سکتی کہ میں آنحضرت ﷺ کے دُشمن کے ہاں چائے پیئوں۔اس حیثیت کا دُشمن ہو اور پھر ذاتی طور پر اُس نے حضرت مسیح موعودؑ کو خطرناک سازش کا نشانہ بنانا چاہا ہو۔اُس میں وہ بَری ہو کر اپنے اور نبی کریم ﷺ کے دُشمن سے جائز طور پر انتقام لے سکتے تھے مگر آپؑ نے ایک منٹ کے لئے بھی اس کوگوارا نہ فرمایا اور کوئی مقدمہ کرنا نہ چاہا۔یہ عفو اور درگزر اگر ایسی حالت میں ہوتا کہ آپؑ کو قدرت نہ ہوتی تو اس کی کچھ قدر و قیمت نہ ہوتی لیکن یہ ایسے موقع پر آپؑ نے دکھایا کہ آپ کو حق تھا اور قانونی طور پر آپؑ سزا دلا سکتے تھے۔مگر آپؑ نے پسند نہ فرمایا اور معاف کر دیا۔

یہ واقعہ ممکن ہے کہ کسی شخص کو شُبہ میں ڈالے کہ شاید فریق مخالف کی طاقت اور رسوخ کے باعث ایسا نہ کیا گیا ہو لیکن یہ شُبہ محض لغو اور بے اصل ہو گا۔اس لئے کہ اسی با رُسوخ اور طاقتور فریق سے مقدمہ تو پہلے ہی ہو چکا تھا اور انہوں نے اپنے تمام رُسوخ اور قوت سے کام لے لیا تھا۔بلکہ بعض بڑے پادریوں نے بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو کہا اور سفارش کی۔مگر مجسٹریٹ کا جواب یہ تھا کہ مجھ سے ایسی بدذاتی نہیں ہو سکتی کہ میں انصاف کو ہاتھ سے چھوڑوں۔تو شُبہ محض بے اصل ہے۔جس چیز نے حضرت اقدسؑ کو روکا وہ ایک ہی چیز تھی کہ آپؑ اپنے دشمنوں سے انتقام نہیں لینا چاہتے تھے اور اپنے عمل سے درگزر اور عفو کا سبق دینا چاہتے تھے۔

ڈاکٹر مارٹن کلارک کی ذات سے آپؑ کو کوئی دُشمنی نہ تھی بلکہ آپؑ کو اس کے عقائد باطلہ اور اُس کے اس طریق عمل سے نفرت

تھی جو وہ اسلام کے متعلق رکھتا تھا۔ اس لئے اگر آپ بذریعہ عدالت اس کو سزا دلاتے تو اس غیرت مذہبی اور اَخْلَاص فِی الدَّارَیْن کے خلاف ہوتا۔ جو اللہ تعالیٰ نے فطرتاً آپؑ کو دیا تھااور اس میں نفسانیت کے کسی شائبہ کا شُبہ بھی گزر سکتا تھا۔ گو انصاف اور عقل کے نزدیک یہ انتقام صحیح ہوتا اس لئے کہ ڈاکٹر کلارک نے آپؑ کی عزت و آبرو اور آپؑ کی جان پر حملہ کیا تھا۔ مگر آپؑ کو جب موقع دیا گیا تو آپؑ نے پسند نہیں کیا کہ اس سے وہی سلوک کیا جائے۔ جس کا اُس نے خود ارتکاب کیا۔ گو وہ اس کا خود مستحق تھا اور یہ پہلی مثال نہ تھی، آپؑ کی زندگی میں اس کی بہت کثرت سے مثالیں ملتی ہیں ۔

اسی مقدمہ ڈاکٹر کلارک میں مولوی محمد حسین بٹالوی ایک گواہ کی حیثیت سے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف پیش ہوئے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ بٹالہ کے رہنے والے تھے ۔ابتداء میں انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی تصنیف براہین احمدیہ پر ایک زبردست ریویو لکھااور حضرتؑ کا اکرام و احترام بہت کرتے تھے۔ مگر بعد میں کسی مخفی شامتِ اعمال کی وجہ سے وہ مخالف ہوئے اور خطرناک مخالفت کا رنگ انہوں نے اختیار کیا۔ یہ مقام ان کی مخالفت کی نوعیت اور اس بارہ میں اس کی تفاصیل اور تذکرہ کا نہیں۔ اتنا تلخ دُشمن تھا کہ کفر و قتل کے فتوے اُسی نے شائع کرائے اور بالآخر وہ اس مقدمہ اقدام قتل میں عیسائیوں کا گواہ ہو کر آیا اور وہ یہ ثابت کرنے کے لئے آیا تھا کہ فی الحقیقت جو الزام لگایا گیا ہے وہ گویا (نعوذ باللہ) درست ہے۔

اس مقدمہ میں مولوی محمد حسین کی یہ پوزیشن تھی کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف گواہ تھا۔ روزانہ عدالتوں میں دیکھا جاتا ہے کہ ہر ایک فریق اپنے مخالف گواہوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ ان کی عزت و قار پر واقعاتِ حقّہ سے قطع نظر ایسے حملے ہوتے ہیں کہ وہ عاجز ہو جاتے ہیں۔ مولوی محمد حسین جب حضرتؑ کے خلاف دل کھول کر گواہی دے چکے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان پر جرح کا موقع دیا گیا۔ حضرتؑ کی طرف سے مولوی فضل الدین پلیڈر لاہور وکیل تھے جو اِس سلسلہ میں داخل نہیں ہیں، انہوں نے مولوی محمد حسین پر کچھ ایسے سوالات کرنے چاہے جو اُن کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتے۔اُس نے حضرت مسیح موعودؑ سے کہا کہ میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ مگر حضرت صاحب نے اُس کو روک دیا اور باصرار و بزور روکا۔ مولوی فضل الدین اپنے فرض منصبی کو دیانتداری سے ادا کرنے کے لئے اور اپنے مؤکل کی صفائی اور بے گناہی ثابت کرنے کے لئے ایسے تلخ دُشمن اور معاند گواہ کو اصلی صورت میں دِکھادینا چاہتے تھے اور اگر وہ سوالات ہو جاتے تو خدا جانے مولوی محمد حسین اس مقام پر کھڑے رہ سکتے یا گر جاتے۔ مگر حضرت نے قطعاً اجازت نہ دی۔بلکہ ایک بار ان کو کسی قدر سختی سے روک دیا کہ میں ہر گز اجازت نہیں دیتا۔یہ ایسی بات ہے کہ اس کے اپنے اختیار سے باہر ہے اور میں اس کی عزت کو برباد نہیں کرنا چاہتا۔ آخر مولوی فضل الدین بھی رُک گئے۔

مولوی فضل الدین احمدی نہیں مگر اس بلندہمتی نے انہیں ہمیشہ آپؑ کا مداح رکھا ہے۔ خیال کرو کہ مولوی محمد حسین تو جان تک کا دُشمن ہے اور آپ کو ایک قاتل ثابت کرنا چاہتا ہے اور آپ کی یہ شانِ رحم و درگزر ہے کہ ایک امرِواقعہ کے متعلق بھی اپنے وکیل کو اجازت نہیں دیتے کہ اس سے پوچھا جاوے محض اس لئے کہ وہ ذلیل نہ کیا جاوے۔

اس تمام خطرناک نتیجہ کے لئے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال دیتے ہیں مگر دُشمن کو اس عمل سے بچالیتے ہیں۔ اس درگزر و علوِہمتی کی نظیر تلاش کرو نہیں ملے گی۔ (سیرت مسیح موعودؑ از عرفانیؓ)

یہی مولوی محمد حسین بٹالوی جنہوں نے مخالفت اور دُشمنی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا، اپنے اخبار میں گالیاں دیں،آپؑ کے خلاف کفر کا فتویٰ تیار کیا اور تمام ہندوستان کے مولویوں سے اس پر دستخط کروائے،گورنمنٹ میں آپ کے خلاف جھوٹی مخبریاں کیں اور آپؑ کے خلاف مقدمات میں جھوٹی گواہیاں دیں۔لیکن آخیر میں جب ان کا اخبار اشاعۃ السنّہ بند ہو گیا اور ان کی حالت ایسی تباہ و زار ہو گئی کہ وہ اپنا مضمون لئے پھرتے تھے اور کوئی مولوی یا ایڈیٹراخبار اُسے چھاپتا نہ تھا توحضرت اقدسؑ نے مولوی صاحب سے کہلا بھیجا کہ ’’آپ ہمارے پاس قادیان آجائیں ہم آپ کے مضمون کی کتابت بھی کروا دیتے ہیں اور چھپوا بھی دیتے ہیں۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے ابتدائی ایّام میں ہماری یہ حالت تھی کہ قادیان کی زمین باوجود فراخی کے ہم پر تنگ تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان کے مالکوں میں سے تھے۔ لیکن باوجود اس کے بھی آپ کی غریب اور قلیل جماعت کو سخت تکلیف دی جاتی تھی ۔بعض اوقات باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کے دامن میں قادیان کے شریر اور خبیث مخالفوں نے پاخانہ ڈلوادیااور ایک ٹوکری مٹی کی بھی غریب مہاجرین کو اُٹھانی مشکل ہو جاتی تھی اور کوئی دن ہم پر ایسا نہ گزرتا تھا کہ ہماری کہیاں اور ٹوکریاں قادیان کے ظالم طبع دُشمن نہیں لے جاتے۔ اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ چونکہ خود حضرت اقدسؑ کے اقارب اور عمّ زاد بھائی (جن کا سردار مرزا امام الدین تھا) دُشمن تھے۔ اس لئے ان کی حمایت اور شہ سے ایسا ہوتا تھا۔

سید احمد نور مہاجر جب اپنے ملک سے ہجرت کر کے قادیان آگئے تو انہوں نے ڈھاب میں ایک موقع پر حضرت اقدسؑ کی اجازت سے اپنا مکان بنانا چاہا ۔ چنانچہ جب انہوں نے تعمیر مکان شروع کی تو قادیان کے سِکھّوں اور بعض برہمنوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو اور اس کے بھائی کو مارا۔ اس کشاکش میں ایک برہمن کو بھی چوٹ لگی اور اس کی پیشانی میں خون نکل آیا۔ سید احمد نور بھی لہو لہان ہو گیا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر میں(راقم)مرزا نظام الدین اور دفعداد چوکیدار ان کے پاس گیا اور اُن کو موقع پر لا کر دکھایا کہ سِکھّوں کی بہت بڑی تعداد اس موقعہ پر حملہ آوروں کی صورت میں موجود ہے۔ مرزا نظام الدین ان کو وہاں سے ہٹا لائے اور سمجھایا۔ حضرت صاحب کو میں اور مفتی فضل الرحمان نے اطلاع کی اور واقعات کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا۔’’باہم صلح اور سمجھوتہ کرا دینا چاہئے جس طرح بھی ہو‘‘چنانچہ میں نے اور مفتی صاحب نے ہر چند کوشش کی۔ ہماری موجودگی میں تو یہ سب لوگ یہی کہتے تھے کہ ہاں صلح ہو جانی چاہئے عدالت میں نہیں جانا چاہئے مگر دراصل اس شخص کو جس کی پیشانی سے خون نکلا اور اس کا نام پالا رام تھا کہا کہ جاکر نالش کرو چنانچہ اس نے جاکر حضرت مولوی نورالدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور سید احمد نور پر نالش کر دی یہ مقدمہ سردار غلام حیدر خاں مزاری کے اجلاس میں تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا منشاءیہی تھا کہ مقدمہ نہ ہو اور ہم ہر طرح صلح کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن جب کامیابی نہ ہوئی اور فریق مخالف نالش کرنے کے لئے چلا گیا تو چونکہ یہ بلوہ تھا اس لئے پولیس کو اطلاع دی گئی۔ پولیس نے اپنی تفتیش سے جرم ثابت پا کر سولہ آدمیوں کا چالان کر دیا اور یہ مقدمہ بھی سردار غلام حیدر کے اجلاس میں تھا۔ قادیان کے آریوں نے انتہائی کوشش کی کہ ہمارے خلاف مقدمہ خطرناک طور پر ثابت ہو مگر چونکہ اس کی بنا ءمحض جھوٹ پر تھی اس لئے وہ پہلی ہی پیشی میں خارج ہو گیا اور دوسرے مقدمہ میں جو پولیس نے چالان کیا تھا ملزموں پر فردِ جرم لگائی گئی۔ آخر شہادت صفائی بھی گزر گئی اور اب صرف آخری مرحلہ تھایعنی صرف فیصلہ ۔اس کے متعلق یقینی تھا کہ ملزم سزا یاب ہونگے کیونکہ روئداد مقدمہ میں جرم ان پر ثابت ہو چکا تھا۔ اس مرحلہ پر ملزمان لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل اور بعض دوسرے لوگوں کو لےکر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت اقدسؑ ان لوگوں سے اُس مکان میں ملے جو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کا حضرت مرزا بشیر احمدؓ کے مکان کے اوپر بنا ہوا ہے۔

اس موقع پر انہوں نے بڑی معذرت کی اور یہ بھی کہا کہ آپ کے بزرگ ہمیشہ ہم سے سلوک کرتے آئے ہیں اور یہ بھی بڑے موثق وعدوں کے ساتھ کہا کہ آئندہ ایسی حرکت سرزدنہ ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن کی عرضداشت کو سُن کر معاف کر دیا اور مجھ کو حکم دیا کہ میں عدالت سردارغلام حیدر میں جاکر حضرت صاحب کی طرف سے کہوں کہ حضرت صاحب نے ان لوگوں کو معاف کر دیا ہے اور ہم نے مقدمہ چھوڑ دیا ہے۔میں نے واقعات کی صورت بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ مقدمہ پولیس نے چالان کیا ہے اس میں سرکاری مدعی ہے ۔ سولہ ملزم ہیں ،پولیس سولہ ملزموں کا رہا ہو جانا کبھی پسند نہیں کرے گی اور ہمارے اختیار سے باہر ہے کہ ہم یہ مقدمہ بطور راضی نامہ ختم کر دیں۔ کیونکہ ہم مدعی نہیں پھر مقدمہ ایسے مرحلے پر ہے کہ صرف حکم باقی ہے۔ اس پر آپؑ نے فرمایا کہ ’’ہمارے اختیار میں جو کچھ ہے وہ کر لینا چاہئے ۔میں نے معاف کر دیا ہے۔میری طرف سے جاکر کہہ دیا جاوے کہ انہوں نے معاف کر دیا ہے۔ ہم کو اس سے کچھ غرض نہیں ہم نے چھوڑ دیا ہے۔اگر عدالت منظور نہ کرے تو اس میں ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے فوراً چلے جاؤ۔‘‘

دوسرے دن تاریخ تھی میں اور مفتی فضل الرحمان گئے اور عدالت میں جا کرحضرت اقدس کافیصلہ سنادیا۔وہی تاریخ حکم سنانے کے لئے مقرر تھی۔ پولیس کو قدرتی طور پر جو افسوس ہونا چاہئے تھا وہ ظاہرہے۔مجسٹریٹ صاحب نے کہا کہ اب کیا ہو سکتا ہے؟آپ کا کیااختیار ہے؟ سرکار مدعی ہے۔تمام روئداد مقدمہ ختم ہو چکی ہے صرف حکم باقی ہے۔میں نے عرض کیا کہ کچھ بھی ہو حضرت صاحب نے معاف کر دیا ہے۔ آپ کو جو اختیار ہے آپ کریں ہم کو یہی حکم ہے اور آپ تک پہنچا دیا۔ اس پر مجسٹریٹ صاحب بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ جب حضرت صاحب نے معاف کر دیا تو میں بھی معاف ہی کرتا ہوں اور ملزموں کو مخاطب کرکے اس نے کہا ایسا مہربان انسان کم دیکھا گیا ہے جو دُشمنوں کو اس وقت بھی معاف کر دے جبکہ وہ اپنی سزا بھگتنے والے ہوں اور بہت ملامت کی کہ ایسے بزرگ کی جماعت کو تم تکلیف دیتے ہو، بڑے شرم کی بات ہے، آج تم سب سزا پاتے مگر یہ مرزا صاحب کا رحم ہے کہ تم کوجیل خانے سے بچا دیا۔

یہ واقعہ کوئی ایسا واقعہ نہیں کہ قادیان میں کسی کو معلوم نہ ہو۔ یہ وہ دُشمن تھے جنہوں نے حضرت صاحبؑ کے مہمانوں کے دامنوں میں پاخانہ ڈلوایا اور ایسا ذلیل فعل کیا .... لیکن دیکھو کہ آخری وقت میں جب کہ وہ سزا کا حکم سننے کو تیار تھے معاف کر دیا۔عفو اور درگزر کی ایسی مثال کم ملے گی۔

اسی کے ضمن میں مجھے ایک اور واقعہ کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ

اسی مقدمہ کے دوران ایک شخص سنتا سنگھ بانگرو بھی ملزم تھا۔اس کا ایک چچا نہال سنگھ بانگرو تھا۔ ادھر اس نے فریق مخالف کو مقدمہ دائر کرنے پر آریوں کے ساتھ مل کر اُکسایا تھا۔ چند ہی روز بعد اُسے مشک کی ضرورت پڑی اور یہ ظاہر بات ہے کہ نہایت قیمتی چیز ہے۔ میں اس وقت موجود تھا جبکہ وہ حضرت اقدسؑ کے دروازہ پر گیا اور دَستک دی۔ حضرت صاحب باہر تشریف لائے ،اس نے کہا کہ مرزا صاحب مشک کی ضرورت ہے کسی جگہ سے ملتی نہیں آپ کچھ مشک دیں۔ حضرت صاحب کو علم تھا کہ یہ اس فتنہ میں ایک لیڈر کی طرح حصّہ لیتا ہے حضرت صاحب نے بجز اس کے کچھ جواب نہیں دیا کہ ٹھہرو میں لاتا ہوں ۔ چنانچہ آپؑ اندر تشریف لے گئے اور قریباً نصف تو لہ مشک اس کے حوالہ کر دی۔ یہ ہے عفوو عطا کی اک عدیم المثل نظیر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کیریکٹر میں پائی جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے چچا زاد بھائیوں میں سے مرزا امام

الدین کو حضرت صاحب اور سلسلہ کے ساتھ عداوت اور عناد تھا اور وہ کوئی دقیق تکلیف دہی کا اُٹھانہ رکھتے۔ایک مرتبہ اس نے اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر اس راستہ کو جوبازار اور مسجد مبارک کا تھا ایک دیوار کے ذریعہ بند کر دیا۔ دیوار ہماری آنکھوں کے سامنے بن رہی تھی اور ہم کچھ نہیں کر سکے، اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ ہم کچھ نہ سکتے تھے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم تھی کہ شر کا مقابلہ شر سے نہ کرو۔ورنہ اگرچہ جماعت اس وقت بہت قلیل تھی اور قادیان میں بہت ہی تھوڑے آدمی تھے لیکن اگر اجازت ہوتی تو وہ دیوار ہرگز نہ بن سکتی۔ چنانچہ ایک دوسرے موقع پر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اجازت سے حضرت کی ذاتی زمین پر ایک مکان بنانے کا ارادہ کیا گیا اور فریق مخالف نے روکنے کا ارادہ کیا تھا تو ایک ہی دن میں وہ پورا مکان بن گیا۔

وہ ایّام عجیب تھے۔ ابتلاؤں پر ابتلا آتے تھے اور جماعت ان ابتلاؤں کے اندر ایک لذیذ ایمان کے ساتھ اپنی ترقی کی منزلیں طے کرتی تھی۔ غرض وہ دیوار چن دی گئی اور اس طرح ہم سب کے سب پانچ وقت کی نمازوں کے لئے مسجد مبارک میں جانے سے روک دیئے گئے اورمسجد مبارک کے لئے حضرت صاحب کے مکانات کا چکر کاٹ کر آنا پڑتاتھا۔ یعنی اس کوچہ میں سے گزرنا پڑتا تھا جو حضرت مولوی نورالدین خلیفہ اوّلؓ کے مکان کے آگے سے جاتا ہے اور پھر منور بلڈنگ کے پاس سے بازار کی طرف کو حضرت مرزا بشیر احمدؓ کے مکان کی طرف چلا جاتا ہے۔ جماعت میں بعض کمزور اور ضعیف العمر انسان بھی تھے۔ بعض نابینا تھے اور بارشوں کے دن تھے۔ راستہ میں کیچڑ ہوتا تھا اور بعض بھائی اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور نماز کے لئے جاتے ہوئے گر پڑتے تھے اور ان کے کپڑے گارے کیچڑ میں لت پت ہو جاتے تھے۔ اُن تکلیفوں کا تصور بھی آج مشکل ہے جبکہ احمدیہ چوک میں پکے فرش پر سے احباب گزرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے خدام کی ان تکالیف کو دیکھ کر بہت تکلیف محسوس کرتے تھے۔ مگر کچھ چارہ سوائے اس کے نہ تھا کہ حضرت ربّ العزت کے سامنے گڑگڑائیں۔

غرض وہ دیوار ہو گئی، راستہ بند ہو گیا اور پانی تک بند کر دیا گیاآخر مجبوراً عدالت میں جانا پڑا اور عدالت کے فیصلہ کے موافق خود دیوار بنانے والوں کو اپنے ہی ہاتھ سے دیوار ڈھانی پڑی جو بجائے خود ایک نشان تھا اور اس کی تفصیل انہیں دنوں میں الحکم میں چھپ چکی ہے۔ (دیکھو الحکم 24 اگست 1901ء)

عدالت نے نہ صرف دیوار گرانے کا حکم دیا بلکہ ہرجانہ اور خرچہ کی ڈگری بھی فریق ثانی پر کر دی۔

حضرت اقدسؑ نے کبھی اس خرچہ اورہرجانہ کی ڈگری کا اجرا ءپسند نہ فرمایا۔یہاں تک کہ اس کی میعاد گزرنے کو آگئی ۔ جب گورداسپور میں مقدمات کا ایک سلسلہ شروع ہو گیاتو خواجہ کمال الدین صاحب نے محض اس خیال سے کہ اس کی میعاد نہ گزر جائے اس کے اجرا کی کارروائی کی اور اس میں حسب ضابطہ نوٹس مرزانظام الدین صاحب کے نام ہوا کہ اس وقت فریق ثانی میں سے وہی زندہ تھے۔ مرزا امام الدین فوت ہو چکے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس واقعہ کی کچھ خبر نہ تھی۔مرزا نظام الدین صاحب کو نوٹس ملا تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط لکھا۔میں اس وقت قادیان میں موجود تھا۔مرزا نظام الدین صاحب نے مجھ کو وہ خط سنایا۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ دیوار کے مقدمہ کے خرچ وغیرہ کی ڈگری کے اجرا کا نوٹس میرے نام آیا ہے اور میری حالت آپ کو معلوم ہے۔ اگرچہ میں قانونی طور پر اس روپیہ کے ادا کرنے کا پابند ہوں اور آپ کو بھی حق ہے کہ آپ ہر طرح وصول کریں۔ مجھ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہماری طرف سے ہمیشہ کوئی نہ کوئی تکلیف آپ کو پہنچتی رہی ہے ۔ مگر یہ بھائی صاحب کی وجہ سے ہوتا تھا۔ مجھ کو بھی شریک ہونا پڑتا ہے۔ آپ رحم کر کے معاف فرما دیں تو آپ اس قابل ہیں وغیرہ وغیرہ ۔ یہ اس خط کا مفہوم تھا اور یہ بھی چاہا گیاتھا کہ اگر معاف نہ کریں تو بالاقساط وصول کرلیں۔

حضرت اقدسؑ اس وقت گورداسپور میں مقیم تھے اور یہ بھی بارشوں کے ایّام تھے۔ حضرت اقدسؑ کے پاس جس وقت خط پہنچا آپؑ نے سخت رنج کا اظہار کیاکہ کیوں اجرا کرائی گئی ہے، مجھ سے کیوں دریافت نہیں کیا گیا۔ اس وقت خواجہ صاحب نے یہ عذر کیا کہ ”محض میعاد کو محفوظ کرنے کے لئے ایسا کیا گیا واللہ اجرا مقصودنہ تھا۔“

حضرت اقدسؑ نے اس عذر کو بھی پسند نہ فرمایا اور فرمایا کہ آئندہ کبھی اس ڈگری کو اجرا نہ کرایا جاوے۔ ہم کو دُنیا داروں کی طرح مقدمہ بازی اور تکلیف دہی سے کچھ کام نہیں۔ انہوں نے اگر تکلیف دینے کے لئے یہ کام کیا تو ہمارا یہ کام نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس غرض کے لئے دُنیا میں نہیں بھیجا۔

اور اسی وقت ایک مکتوب مرزا نظام الدین کے نام لکھا اور مولوی یار محمد صاحب کو دیا کہ وہ جہاں ہوں ان کو جا کر فوراً پہنچائیں۔

چنانچہ مولوی یار محمد صاحب اُسے لے کر قادیان پہنچے اور قادیان میں اُنہیں نہ پاکر اور یہ معلوم کر کے مرزا نظام الدین موضع مسانیاں گئے ہوئے ہیں مسانیاں پہنچے اور وہاں جاکر وہ خط اُن کو دیا گیا جس میں نہایت ہمدردی کا اظہار تھا اور اُن کو اس ڈگری کے کبھی اجراء نہ کرنے کے متعلق یقین دلایا گیا تھا اور سب کچھ معاف کر دیاتھا۔

مرزا نظام الدین صاحب پر اس خط کا جو اثر ہوا وہ اُن کی زندگی کے باقی ایّام سے ظاہر ہوتا تھا کہ انہوں نے عملاً مخالفت کو ترک کر دیاتھا۔

یہ عفو و درگزر کا نمونہ اور دُشمنوں کو معاف کرنے کی تعلیم کا عملی سبق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو دیا۔

اسی سلسلہ میں مجھے ایک اور واقعہ کا اضافہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس سے یہ ثابت ہے کہ صرف معاف ہی نہیں کر دیا بلکہ مزید احسان اور لطف فرمایا۔ ہمارے ایک نہایت ہی دوست اورحضرت کی راہ میں فدا شدہ بھائی حضرت حکیم فضل الدینؓ کے ساتھ قادیان کے ایک جو لاہا نے ایک زمین کے متعلق .... مقدمہ بازی شروع کر دی ۔ وہ جگہ دراصل حضرتؑ ہی کی تھی،حکیم فضل الدین صاحب کو دے دی گئی سو اس جولاہا نے حکیم صاحب مرحوم کے خلاف ایک مقدمہ دائر کر دیا ۔ چونکہ حضرت اقدسؑ پسند نہ فرماتے تھے کہ شرارتوں کا مقابلہ کیا جاوے، آپ نے حکیم فضل الدین صاحب کو حکم دیا کہ جوابدہی چھوڑ دو۔ زمینوں کی پروا نہیں خدا تعالیٰ چاہے گا تو آپ ہی دے دے گا، زمین خدا کی ہے۔ مرزا نظام الدین صاحب کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ آپ اپنے حق کو تو چھوڑ تے ہیں ،مجھے ہی زمین دے دیں اور میں قیمت بھی دے دوں گا۔

چنانچہ انہوں نے ایک پرامیسری نوٹ بھی لکھ کر بھیج دیا۔ حضرتؑ نے فرمایاکہ مرزا نظام الدین صاحب ہی کو یہ ٹکڑا زمین کا دے دیا جاوے۔ چنانچہ وہ قطعہ زمین کا دے دیا گیا۔جو بعد میں مرزاصاحب موصوف نے ایک معقول قیمت پر حضرت کے ایک خادم کے ہاتھ فروخت کردیا۔ مگر حضرت نے کبھی اس زمین کی قیمت یا پرامیسری نوٹ کی رقم کا مطالبہ نہ فرمایا۔ اس لئے کہ آپ کی فطرت میں ہی وہ احسان و مروّت رکھی گئی تھی۔

یہ واقعہ ایسے وقت کا ہے کہ اس مقدمہ کی کل کارروائی ختم چکی تھی ۔حضرت مسیح موعودؑ کو بھی فریق ثانی نے بطور شہادت طلب کرایا تھا اور اس طرح پر آپ کو اور آپ کی جماعت کو تکلیف رسانی میں کمی نہ کی تھی۔ مقدمہ کی حالت یہ تھی کہ اس میں اب حکم سنانا باقی تھا اور وہ ہمارے حق میں تھا۔ مگر آپ نے ایسے وقت میں اس زمین کو مرزا نظام الدین صاحب کے عرض کرنے پر ان کو دے دیا۔

امر واقعہ کے طور پر یہ لکھنے پر مجبور ہوں کہ سلسلہ کے ابتدائی ایّام میں مرزا نظام الدین صاحب اور اُن کے زیر اثر لوگوں کی وجہ سے ہماری جماعت کو ایسی تکالیف پہنچ چکی تھیں کہ قدرتی طور پر کوئی دُنیا دار اُن کے مقابلہ میں ہوتا تو اُن کی تکلیف اور ایذاء سانی کے لئے منتقمانہ طور پر جو چاہتا کرتا مگر نہیں حضرت مسیح موعودؑ کو جب موقع ملا اور اُن پر ایک اقتدار حاصل ہوا تو آپ نے اس طرح لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہہ دیا۔ جس طرح پر سیدالرسل ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرما یا تھا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑاز عرفانی صاحبؓ)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ اپنی تصنیف ”سلسلہ احمدیہ“ میں تحریر کرتے ہیں۔

”حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا دل عطا کیا تھا جو محبت اور وفاداری کے جذبات سے معمور تھا۔آپ اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے کسی کی محبت کی عمارت کو کھڑا کر کے پھر اُس کو گرانے میں کبھی پہل نہیں کی۔ایک صاحب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آپ کے بچپن کے دوست اور ہم مجلس تھے مگر آپ کے دعویٰ مسیحیت پر آ کر اُن کو ٹھوکر لگ گئی اور انہوں نے نہ صرف دوستی کے رشتہ کو توڑ دیا بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین مخالفوں میں سے ہوگئے اور آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ لگانے میں سب سے پہل کی۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں آخر وقت تک اُن کی دوستی کی یاد زندہ رہی اور گو آپ نے خدا کی خاطر اُن سے قطع تعلق کر لیا اور اُن فتنہ انگیزیوں کے ازالہ کے لئے اُن کے اعتراضوں کے جواب میں زور دار مضامین بھی لکھے مگر اُن کی دوستی کے زمانہ کو کبھی نہیں بھولے اور اُن کے ساتھ قطع تعلق ہو جانے کو تلخی کے ساتھ یاد رکھا۔چنانچہ اپنے آخری زمانہ کے اشعار میں مولوی محمد حسین صاحب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

قَطَعْتَ وَدَادًا قَدْ غَرَسْنَاہُ فِی الصِّبَا
وَلَیْسَ فُؤَادِی فِی الْوِدَادِ یُقَصِّرُ

یعنی تُو نے تو اُس محبت کے درخت کو کاٹ دیا جو ہم دونوں نے مل کر بچپن میں لگایا تھا مگر میرا دل محبت کے معاملہ میں کوتاہی کرنے والا نہیں۔“ (سلسلہ احمدیہ صفحہ 214)

نیز فرمایا: ”خدا کی قسم میں اُس تعلق کے زمانہ کو بھولتا نہیں اور میرا دل سنگلاخ زمین کی طرح نہیں۔“

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک دیرینہ تعلق رکھنے والے میر عباس علی لدھیانوی تھے اُن کو بھی مولوی محمد حسین بٹالوی کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی اشاعت کے وقت ابتلاء آ گیا۔میر صاحب نے مخالفت کا اعلان کیا اور اس مخالفت میں حدِّادب اور رعایتِ اخلاق سے بھی وہ نکل گئے مگرحضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کسی تحریر یا کسی تقریر میں اُن کے تعلق کے عہد کوفراموش نہ کیا۔حضرت مولوی عبدالکریمؓ بیان فرماتے ہیں۔ ”جالندھر کے مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام میر صاحب کو سمجھا رہے تھے اور اس فروتنی اور انکسار کے ساتھ کہ سنگدل اور خشونت طبع انسان بھی اگر قبول نہ کرے تو کم از کم اس کے کلام میں نرمی اور متانت ضرور آجانی چاہئے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب بھی اس سے خطاب کرتے تو ”میر صاحب“ ”جناب میرصاحب“ کہہ کر مخاطب کرتے اور فرماتے کہ آپ میرے ساتھ چلیں،میرے ساتھ کچھ عرصہ رہیں۔ خدا تعالیٰ قادر ہے کہ آپ پر حقیقت کھول دے۔مگر میر صاحب کی طبیعت میں باوجود صوفی ہونے کے خشونت اور تیزی آجاتی اور ادب اور اخلاق کے مقام سے الگ ہو کر حضرت سے کلام کرتے تھے۔ مگر بایں حضرت صاحب نے اپنے طرزِ خطاب

کو نہ بدلا۔ ’’آسمانی فیصلہ‘‘ کے آخیر میں میر صاحب کے متعلق ایک مبسوط تحریر موجود ہے اُس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ کس محبت اور دلسوزی سے آپ نے خطاب کیا ہے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از عرفانی صاحبؓ)

حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ فرماتے ہیں۔’’اتنے عرصہ دراز میں میں نے کبھی نہیں سنا کہ اندر تکرار ہو رہی ہے اور کسی شخص سے لین دین کے متعلق باز پُرس ہو رہی ہے۔سبحان اللہ کیا سکوں فزا دل اور پاک فطرت ہے جس میں سوءِ ظن کا شیطان نشیمن نہیں بنا سکااور کیا ہی قابلِ رشک بہشتی دل ہے جسے یہ آرام بخشا گیا ہے۔‘‘ (سیرت مسیح موعودؑ مؤلفہ مولوی عبدالکریمؓ)

غریبوں سے ہمدردی

ایک دفعہ جبکہ آپؑ کی عمرپچیس تیس برس کے قریب تھی۔ آپؑ کے والد بزرگوار کا اپنے موروثیوں سے درخت کاٹنے پر ایک تنازعہ ہو گیا۔آپؑ کے والدبزرگوار کا نظریہ یہ تھا کہ زمین کے مالک ہونے کی حیثیت سے درخت بھی ہماری ملکیت ہیں۔ اس لئے انہوں نے موروثیوں پر دعویٰ دائر کر دیا اور حضورؑ کو مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور بھیجا۔آپؑ کے ہمراہ دو گواہ بھی تھے۔آپؑ جب نہر سے گزر کر ایک گاؤں پتھنانوالہ پہنچے تو راستہ میں ذرا ستانے کے لئے بیٹھ گئے اور ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ’’والد صاحب یونہی فکر کرتے ہیں۔درخت کھیتی کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ غریب لوگ ہیں اگرکاٹ لیا کریں تو کیا حرج ہے ۔بہر حال میں تو عدالت میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مطلقاً یہ ہمارے ہی ہیں۔ہاں ہمارا حصہ ہو سکتے ہیں۔‘‘ موروثیوں کو بھی آپؑ پر بے حد اعتماد تھا۔چنانچہ مجسٹریٹ نے موروثیوں سے اصل معاملہ پوچھا تو انہوں نے بلا تأمل جواب دیا کہ خود مرزا صاحب سے دریافت کر لیں۔چنانچہ مجسٹریٹ کے پوچھنے پر آپؑ نے فرمایا کہ’’میرے نزدیک تو درخت کھیتی کی طرح ہیں جس طرح کھیتی میں ہمارا حصہ ہے ویسے ہی درختوں میں بھی ہے۔چنانچہ آپؑ کے اس بیان پر مجسٹریٹ نے موروثیوں کے حق میں فیصلہ دیدیا۔واپسی پر جب آپؑ کے والد صاحب کو اِس واقعہ کا علم ہوا تو وہ ناراض ہوئے۔

(حیات طیّبہ صفحہ 15)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے سلسلۂ بیعت میں داخل ہونے کے لئے جو دس شرائط تحریر فرمائیں ہیں اُن میں مندرجہ ذیل تین شرائط ہمارے مضمون سے متعلق ہیں۔

چہارم ۔ یہ کہ خلق اللہ کو عموماًاور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

ہفتم ۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خُلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 189۔190)

فرمایا۔ ’’یقیناً یاد رکھو کہ مومن متقی کے دل میں شر نہیں ہوتا۔مومن جس قدر متقی ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذاء کو پسند نہیں کرتا۔مسلمان کبھی کینہ پرور نہیں ہو سکتا۔ہاں دوسری قومیں ایسی کینہ پرور ہوتی ہیں کہ اُن کے دل سے دوسرے کی بات کینہ کی کبھی نہیں جاتی اور بدلہ لینے کے لئے ہمیشہ کوشش میں لگے رہتے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔کوئی دُکھ اور تکلیف جو وہ پہنچا سکتے تھے اُنہوں نے پہنچایا ہے۔لیکن پھر بھی اُن کی ہزاروں خطائیں بخشنے کو ہم اب بھی تیار ہیں۔پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلا تمیز مذہب و قوم ہر ایک سے نیکی کرو۔‘‘ (تقریریں صفحہ 29)

نیز فرمایا ’’اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحتاً کہتا ہوں کہ جو .... محض دل دُکھانے اور توہین کی نیت سے نبی کریم ﷺ کی نسبت اعتراضات کے پیرایہ میں سخت الفاظ لکھے ہیں یا میری نسبت مال خور اور ٹھگ اور کاذب اور نمک حرام کے لفظ کو استعمال میں لائے ہیں اور مجھے لوگوں کا دغابازی سے مال کھانے والا قرار دیا ہے اور یا جو خود میری جماعت کی نسبت سؤر اور کتّے اور مردار خور اور گدھے اور بندر وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور ملیچھ ان کا نام رکھا۔ان تمام دُکھ دینے والے الفاظ پر وہ صبر کریں اور میں اس جوش اور اشتعال طبع کو خوب جانتا ہوں کہ جو انسان کو اس حالت میں پیدا کرتا ہے کہ جب کہ نہ صرف اس کو گالیاں دی جاتی ہیں بلکہ اس کے رسول اور پیشوا اور امام کو توہین اور تحقیر کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہےاور سخت غضب پیدا کرنے والے الفاظ سنائے جاتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر تم اُن گالیوں اور بدزبانیوں پر صبر نہ کرو تو پھر تم میں اور دوسرے لوگوں میں کیا فرق ہوگا؟اور یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ تمہارے ساتھ ہوئی اور پہلے کسی سے نہیں ہوئی۔ہر ایک سچا سلسلہ جو دُنیا میں قائم ہوا ضرور دُنیا نے اس سے دشمنی کی ہے۔سو چونکہ تم سچائی کے وارث ہو ضرور ہے کہ تم سے بھی دشمنی کریں۔سو خبردار رہو۔نفسانیت تم پر غالب نہ آوے۔ہر ایک سختی کو برداشت کرو۔ہر ایک گالی کانرمی سے جواب دو تا کہ آسمان پر تمہارے لئے اجر لکھا جاوے۔‘‘

(نسیمِ دعوت، روحانی خزائن جلد 19صفحہ 364)

نیز فرمایا۔ ’’اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمارکئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے.........زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے.........اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ نیک عمل دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔‘‘

(کشتی نوح ،روحانی خزائن جلد 19صفحہ 15)

مخلوقِ خدا کے لئے گریہ و زاری

حضرت یعقوب علی عرفانیؓ تحریر فرماتے ہیں۔

’’حضرت مولانا مولوی عبدالکریم نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ بیت الدُّعا کے اُوپر میرا حجرہ تھا اور میں اُسے بطرزِ بیت الدُعا استعمال کیا کرتا تھا۔اِس میں سے حضرت مسیح موعود کی حالت دُعا میں گریہ و زاری کو سنتا تھا۔ آپ کی آواز میں اس قدر دَرد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پِتّہ پانی ہوتا تھااور آپ اس طرح پر آستانۂ الٰہی پر گریہ و زاری کرتے تھے جیسے کوئی عورت دردِزِہ سے بیقرار ہو۔وہ فرماتے تھے کہ میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوقِ الٰہی کے لئے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دُعا کرتے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو جائیں گے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔یہ خلاصہ اور مفہوم حضرت مولانا سیالکوٹی صاحبؓ کی روایت کا ہے۔اِس سے پایا جاتا ہے کہ باوجودیکہ طاعون کا عذاب حضرت مسیح موعود کی تکذیب اور انکار ہی کے باعث آیا مگر آپ مخلوق کی ہدایت اور ہمدردی کے لئے اِس قدر حریص تھے کہ اِس عذاب کے اُٹھائے جانے کے لئے باوجودیکہ دُشمنوں اور مخالفوں کی ایک جماعت موجود تھی۔رات کی سُنسان اور تاریک گہرائیوں میں رو رو کر دُعائیں کرتے تھے۔ایسے وقت میں جبکہ مخلوق اپنے آرام میں سوئی ہے یہ جاگتے تھے اور روتے تھے۔القصہ آپ کی یہ ہمدردی اور شفقت علیٰ خلق اللہ اپنے رنگ میں بے نظیر تھی۔

(سیرۃ مسیح موعود صفحہ 428)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہم سب کو آپس میں صبر کے ساتھ عفو و درگزر کا سلوک کرنے کی توفیق دے اور مخالفین احمدیت کے ساتھ بھی اعلیٰ اخلاق کے ساتھ پیش آنے کی توفیق دے۔آمین۔

وقف زندگی اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتےہیں۔

’’جو اپنی زندگی کی خدا کی راہ میں قربانی دے کر اور اپنا تمام وجود اس کی راہ میں وقف کر کے اور اس کی رضا میں محو ہو کر پھر اس وجہ سے دعا میں لگے رہتے ہیں کہ تا جو کچھ انسان کو روحانی نعمتوں اور خدا کے قرب اور وصال اور اس کے مکالمات اور مخاطبات میں سے مل سکتا ہے وہ سب ان کو ملے اور اس دعا کے ساتھ اپنے تمام قویٰ سے عبادت بجا لاتے ہیں اور گناہ سے پرہیز کرتے اور آستانہ الٰہی پر پڑے رہتے ہیں اور جہاں تک ان کے لئے ممکن ہے اپنے تئیں بدی سے بچاتے ہیں اور غضب الٰہی کی راہوں سے دور رہتے ہیں۔ سو چونکہ وہ ایک اعلیٰ ہمت اور صدق کے ساتھ خدا کو ڈھونڈتے ہیں۔ اس لئے اس کو پالیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی پاک معرفت کے پیالوں سے سیراب کئے جاتے ہیں....سچا اور کامل فیض جو روحانی عالم تک پہنچاتا ہے، کامل استقامت سے وابستہ ہے اور کامل استقامت سے مراد ایک ایسی حالت صدق و وفا ہے جس کو کوئی امتحان ضرر نہ پہنچا سکے۔ یعنی ایسا پیوند ہو جس کو نہ تلوار کاٹ سکے نہ آگ جلا سکے اور نہ کوئی دوسری آفت نقصان پہنچا سکے۔ عزیزوں کی موتیں اس سے علیحدہ نہ کر سکیں۔ پیاروں کی جدائی اس میں خلل انداز نہ ہو سکے۔ بے آبروئی کا خوف کچھ رعب نہ ڈال سکے۔ ہولناک دکھوں سے مارا جانا ایک ذرہ دل کو نہ ڈرا سکے۔ سو یہ دروازہ نہایت تنگ ہے۔ اور یہ راہ نہایت دشوار گزار ہے۔ کس قدر مشکل ہے۔ آہ! صد آہ!!‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی،روحانی خزائن جلد10صفحہ 382)

یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ حضرت میر محمد اسحٰقؓ یتامیٰ کی پرورش اور خبرگیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامیٰ کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہو گیا۔ حضرت میر محمد اسحٰقؓ نے تو فوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیرّ دوستوں کو تحریک کر کے آٹا کا بندوبست کیا۔

اس کے بعد خلفاء احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتیٰ کہ مارچ 1989ء میں صدسالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیرّ حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقاؐ کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنیں۔جس میں آپؐ فرماتے ہیں ۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔ آمین

صفیہ بشیر سامی اہلیہ بشیرالدین سامی۔لندن

پیارے ابا جان شیخ محمد حسن مرحوم

والد صاحب اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

پلّے نہیں بن دے رزق پنچھی تے درویش
جنہاں تقویٰ رب دا اونہاں رزق ہمیش

آپ لدھیانہ میں پیدا ہوئے، ان کی تاریخ پیدائش 1909ءیا 1910ءہے، چھوٹے سے گھر میں تھوڑی سی آمدنی والے والدین کے گھر آنکھ کھولی۔میرے دادا جان کا نام مکرم نور محمد دادی جان مکرمہ فاطمہ بی بی تھیں، دونوں خدا کے فضل سے احمدی تھے،دونوں ہی ہمدرد اورخدا ترس، دل کے بہت حلیم انسان تھے دادی جان ا عصاب کی بہت مضبوط خاتون تھیں، ہماری اپنی ہی فیملی کافی بڑی تھی اُدھر ہمارے دادا جان اگر رشتہ داروں میں کوئی یتیم اور غریب دیکھتے اُسے گھر لے آتے اور اس طرح ہمارے گھر میں ہر وقت بہت سارے افراد کا کُنبہ بنا رہتا۔ضرورت مندوں کا ہمیشہ خیال رکھتے، ہمارا گھر بالکل قبرستان کے قریب تھا، دادی جان اُن کی تدفین پر آنے والے غمزدہ لوگوں کا خیال رکھتیں ، اُنہیں کبھی لسی اور ستو بنا کر پیش کرتیں، راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر غریب گھروں میں جاتیں اُن کی ضرورتوں کا خیال کرتیں۔ایک دفعہ دادی جان اباجان کو لدھیانہ ا سٹیشن پر لے گئیں اور گود میں اُٹھاکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا دیدار کروایا ، اباجان کہتے ہیں مجھے اُس وقت اَپنی والدہ کی آنکھوں کے آنسو کبھی نہیں بھولے،اس طرح ابا جان نے پہلی بار حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ کادیدار کیا۔ جب لندن کی مسجد کے لئے چندہ کی تحریک ہوئی تو میری دادی جان نے اپنے کانوں کی بالیاں اُتار کر چندہ میں دے دیں،اباجان کہتے ہیں کہ آج جب میں اِس مسجد کو دیکھتا ہوں تو فخر محسوس کرتا ہوں کہ میری ماں بھی اِس نیکی میں شامل ہے۔اباجان نے اپنے والدین کی بہت سی اچھی باتیں اپنی زندگی میں اپنائیں ۔اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند کرے۔

ابا جان کہتے ہیں ہماری بد نصیبی یہاں سے شروع ہو گئی جب کہ میں تقریباً دس سال کا تھا کہ ہماری والدہ جو کہ ایک وقت میں بہت بڑے کُنبہ کو سنبھالتی تھیں، دُنیا سے ہمیں چھوڑ کر رُخصت ہو گئیں،اور اس طرح ہمارے گھر کا شیرازہ بکھر گیا،گھر کا تمام کنڑول اور بندوبست ماں ہی کے ہاتھ میں تھا۔

احمدیت کیسے ہمارے گھر میں آئی یہ میں کچھ ٹھیک سے تو نہیں بتا سکتا،اِتنا جانتا ہوں والد صا حب حضرت منشی احمد جان کے مریدوں میں سے تھے،دعویٰ سے قبل ہی منشی احمد جان کی وفات ہو گئی،لیکن آپ کی وصیت پر ہی آپ کے مریدوں نے بیعت کی جن میں ہمارے والد صاحب بھی تھے،یہ سب اباجان کی ہوش سے پہلے کی باتیں ہیں، گھر میں دادا جی اور میرے تایا جی احمدی تھے ، تایا جی کی شادی بھی غیر از جماعت میں ہوئی تھی ، دادی جان کی وفات کے بعد گھر میں کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں تھا،اور یوں اباجان نے اپنی جوشیلی طبیعت ہونے کی وجہ سے جلسے جلوسوں میں جا نا شروع کر دیا، وہاں ہر قسم کے لوگ ملے،اُن دنوں کشمیر موومنٹ چلی ہوئی تھی، اباجان بھی احرار جماعت میں شامل ہوگئے جو اسلام کے نام پرجہاد کرنے والوں کی جماعت تھی،حکومت نے گرفتاریاں کی تو اباجان نے بھی اپنے آپ کواسلام کے نام پے پیش کردیاتین ماہ کی قید ہو گئی، اباجان اور ساتھی جیل میں تھے اور سب مولوی اُنہیں چھوڑ کر گھر چلے گئے، کچھ عرصہ بعد رہائی کی کوشش ہوئی اباجان کے ساتھیوں نے بھی زور لگا یا کہ ہم جیل سے باہر آ جائیں مگر ابا جان نہیں مانے،اس طرح اُنہوں نے تین ماہ جیل میں سلاخوں کے پیچھے گزارے، اباجان کہتے ہیں میں نوعمر تھا جسمانی طور پر بھی کافی صحت مند تھا، رمضان کے پورے روزے رکھے عید بھی جیل میں ہی گزاری، مگر جیل کی شدید مشقت اور بے حد ناقص غذا سے میری صحت پر بہت بُرا اثر ہوا،جیل سے رہائی پا کر احرار کا جھنڈ ا لہراتے ہوئے باہر نکلے،اور خوشی خوشی گھر آیامگر میرے آنے کی گھر میں کسی کو کوئی خوشی نہ ہوئی۔ جیل کی سختی نے تو پہلے ہی میری طبیعت کے جوشیلے پن اور سختی کو نرمی میں بدل دیا تھاگھروا لوں کے سلوک نے اور دل برداشتہ کر دیا،منچلا تو تھا ہی،دل میں بے چینی پیدا ہوئی گھر کے ساتھ ایک امام باڑہ تھا اُس میں چلا گیا،وہاں ایک بزرگ نماز پڑھنے آتے تھے میرے پاس آئے اور کہا اب تم نے سارے مزے چکھ لئے ہیں اِن شیطانوں کے ٹولوں کو چھوڑ دو اور میری بات مانو،اور مرزا صا حب کو مان لو،میں نے کہا آپ تو مانتے نہیں میں کیسے مان لوں؟پھر اُنہوں نے اپنی خواب سُنائی،فرمایا تہجد کے بعد میری آنکھ لگ گئی دیکھتا ہوں کہ نبیوں کے مختلف تخت لگے ہیں،میں پوچھتا ہوں یہ کن لوگوں کے تخت ہیں مجھے جواب ملا یہ سب نبیوں کے تخت ہیں،آگے بڑھتا ہوں توایک سب سے بڑا اور عا لیشان تخت مجھے دکھایا گیا میں نے پو چھا یہ کس کا تخت ہے ،جواب ملا حضرت رسول کریمﷺ کا تخت ہے، تخت کے نیچے حضرت مرزا صاحب تشریف فرما ہیں، میں نے سلام کیا اور اُن سے پو چھا کہ آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں،آپ نے فرمایا کیا آپ نہیں جانتے ؟کہ اس زمانہ میں رسول کریمﷺ کے تخت کی نگرانی کرنے پر میری ڈیوٹی لگی ہے،اُس کے بعد میری کمر سے کرتا اُٹھا یامیری کمر پرہاتھ پھیراجس سے میری آنکھ کھل گئی،کہتے ہیں اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب سچے ہیں تم مان لو،میں نے اُن کی باتیں غور سے سنیں، کچھ عرصہ کے بعد جلسہ سالانہ بھی آ رہا تھا میرے بڑے بھائی غلام نبی نے مجھے تیار کر لیا،وہ تو پہلے ہی احمدی تھے مجھے اپنے ساتھ قادیان جانے کے لئے تیار کر لیاایک تو اُن بزرگ کی خواب کا بھی اثر تھا، احمدیت گھر میں پہلے ہی والدین کی وجہ سے موجود تھی، میں اپنے بھائی کے ساتھ قادیان گیا، جانے سے پہلے باقی تمام رشتہ داروں نے بہت روکا کہ مت جاؤ،میری بھٹکی روح کو جائے بنا بھلا اب کہاں چین تھا؟ اور میں قادیان گیا۔

میں نے تو بہت بڑے بڑے عرس اور میلے دیکھے ہوئے تھے یہاں کی تو دنیا ہی اور تھی حضرت مسیح موعود کے مزار پر گیا تو وہاں کا نظارہ دیکھ کر حیران ہوا لوگ آتے ہیں خاموشی سے دعا کی اور چلے گئے،کوئی پھول نہیں چڑ ھاتا یہ سب میرے لئے حیران کن باتیں تھیں،جلسہ سالانہ پر بیعتوں کا وقت آیا تو میری دنیا بدل چکی تھی اور میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔گھرآیا تو والد صاحب کا حو صلہ بہت بلند ہوا لیکن باقی تمام رشتہ داروں نے شدید مخالفت کی محلہ والوں نے بھی بائیکاٹ شروع کر دیئے، دکانوں پر بورڈ لگا دیئے کہ مرزائیوں کو سودا نہیں دیا جائے گا،میرے وہ تمام دوست جو جیل میں میرے ساتھی تھے اوروہ مولوی جن کے میں پیچھے لگا ہوا تھا سب سکتہ میں آگئے۔اُن سب سے بھی زیادہ میرے وہ تایا جن کی بیٹی کے ساتھ میری شادی طے تھی،حیران پریشان تھے کہ اب کیا ہو گا،آخر شادی کا وقت آگیا کھا نے بن گئے، میں دُلہا بن گیا،نکاح کے وقت میرے ہونے والے سسر میرے پاس آئے اور پگڑی میرے پاؤں میں رکھ دی کہ صرف نکاح کے وقت کہہ دو میں احمدی نہیں ہوں اُس کے بعد جو جی میں آئے کرو،مگر میرے لئے اب میرا ایمان زندگی اور موت کا سوال تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور تقویٰ کی راہ پر چلنے کا عہد کرلیا، شادی کیا،دنیا کی ہر چیز قربان کر سکتا تھا، میرے انکار پر سارے شہر میں دھوم مچ گئی،مخالفت کا بھی زور شروع ہو گیا اور ساتھ احمدیت کی تبلیغ کا سامان بھی بنا،چونکہ میری جان کو خطرہ بھی تھاجماعت کے دوستوں نے مل کر مجھے باؤ رحمت اللہ کے بیٹے غلام ربیّ کے گھر بھجوادیا۔

اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایااور میں زندگی کے پہلے اور مشکل مرحلہ میں کامیاب ہوا،اباجان کہتے ہیں،میری نئی زندگی کا دور شروع ہو چکا تھا،جماعت میں میری شادی کی فکر شروع ہو گئی۔

غالباً یہ 1933۔1934ء کی بات ہے کہ شیخ مبارک احمد مبلغ بن کر لدھیانہ میں آئے،اُن کے آنے سے مناظروں کا سلسلہ شروع ہوا،مرکز ہمارا گھر بنا ہمارے گھر کی چھت پر مناظرے ہوتے رہے کوئی غیر از جماعت مولوی تاب نا لا سکا،بہت جلدی شیخ صاحب کا تبادلہ مشرقی افریقہ ہو گیا،اُن کی جگہ مولانا احمد خان نسیم تشریف لائے،مناظروں کا سلسلہ پھر سے شروع ہو گیا، مولانا احمد خان نسیم اباجان کے بارہ میں بھی سب جان چکے تھے،اُنہوں نے اباجان کی شادی کی تجویز قادیان میں حضرت میاں فضل محمد ہرسیاں والےؓ کی صاحبزادی حلیمہ بیگم سے پیش کی، میں قادیان گیا اباجان کہتے ہیں کہ میرے ساتھ بڑے بھائی اور تایا گئے،لڑکی والوں نے میرا انٹرویو لیا مگر میں اُن کے ہر انٹرویو میں فیل ہوا، پڑھے لکھے خاندان کی لڑکی جو خود بھی کم از کم مجھ سے زیادہ علم رکھتی ہو، میرے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا ،سوائے احمدیت اورجوش جذبہ کے،لڑکی والے میری کسی بات سے مطمئن نہیں ہوئے، وہ لوگ حیران تھے یہ کیسا بے فکرا لڑکا ہے نہ کوئی کام ہے اور نہ ہی کوئی پڑھائی ، میں تو گھر آنے کے لئے تیار ہو گیا تھا مگر وہ سب بہت نیک لوگ تھے دعائیں بھی اُنہوں نے خود ہی کر لیں اگلے دن فارم میرے سامنے رکھا کہ یہاں دستخط کر دو، مجھے بتایا گیا کہ رات مولانا احمد خان نسیم کو حضرت رسول کریم ﷺ کی زیارت ہوئی ہے،جس وجہ سے رشتہ کو بابرکت سمجھا گیا،رشتہ طے ہونے پر میرا نکاح بروز جمعہ۔1934ء میں جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پڑھایا،شادی 1935ء میں مجلس شوریٰ کے دنوں میں ہوئی، ابا جان کہتے ہیں مجھ جیسے انسان کے لئے یہ بہت بڑی سعادت تھی،کہ ایک صحابی کی بیٹی کے ساتھ میری شادی ہوئی، آپ نے جو برکات وفیوض حضور اقدسؑ سے پائے اُن میں سے مجھے بھی ہمیشہ حصہ ملا۔

شادی سے پہلے بے لگام سی زندگی تھی نہ گھر سے کوئی تربیت کی اُمید تھی،نہ باہر سے کوئی خیر کی توقع ایک خودرو پودے کی طرح بڑھ رہے تھے،پھر اللہ تعالیٰ نے میرا ایسے لوگوں کے ساتھ تعلق پیدا کیا کہ میری تربیت کے خود بخودپہلو نکلتے رہے۔دہلی کا ایک واقعہ سُناتے ہیں میں فارغ تھا دل میں سوچا کہ حضرت نظام الدین اولیاؒ کے مزار پر جاتا ہوں،ڈھونڈتاہوا تقریباً تین میل کا سفر پیدل چل کر مزار پر پہنچا،مزار پر بیٹھے مجاور نے مجھے مجبور کیا کہ پھول یا نظرانہ چڑھاؤں،میرا انکار اُس کو اچھا نہ لگا، مجاور نے مجھے کافی بُرا بھلا بھی کہا،مگر میں کیا کرتا میری جیب میں ایک پیسہ بھی نہیں تھا، دعا کے بعدمیں واپس پیدل گھر گیا،جب گھر پہنچا تو پاؤں میں چھالے پڑ گئے بخار ہو گیا،تھکان اور بخار کی وجہ سے بےہوشی کی نیند سو گیا،نیند میں آواز آئی۔جب تم بادشاہ بنو گے تو خاندانِ مسیح موعودؑکو نہ بھولنا۔میں حیرت سے اُٹھاکہ کہاں میری یہ حالت اور کہاں بادشاہ ہونے کی خوشخبریاں مل رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے میری اِس خواب کو بڑی شان سے پورا کیا،خدا تعالیٰ نے مجھے حضرت مسیح موعودؑ کے لنگر خانہ میں پوری دنیا پر پھیلے خاندان مسیح موعودؑ کی خدمت کی توفیق دی۔ابا جان بتاتے ہیں کہ جب میں ممبئ میں تھا توجماعت کی مجلس عاملہ کے الیکشن ہوئے تو میرا نام سیکرٹری تبلیغ کے لئے پیش ہوا ، کثرت سے مجھے ووٹ ملے، مکرم قاضی عبدالرشید نے مجھے مبارکباد دی ،کہتے ہیں کہ میں نے اپنی مجبوری بتائی کہ کسی علم والے کو یہ عہدہ دیں، قاضی صا حب نے یہ بات جماعت کے سامنے رکھی اور دوبارہ الیکشن کروائے اور پھر میرانام کثرت رائے سے منظور ہوا ،اِس پر قاضی صا حب فرمانے لگے ، لکھائی پڑھائی کا کام میں کر دیا کروں گا اس طرح ممبئ میں سیکرٹری تبلیغ کا کام کرنے کی توفیق ملی۔ ممبئ کاہی ایک واقعہ سُناتے ہیں کہ ہمارے ایک مبلغ مولوی محمددین کی شہادت ایک بحری جہاز کے ڈوبنے سے ہوئی تھی،امیر جماعت مکرم قاضی عبد الرشید بہت پریشا ن تھے کہ کسی طرح پورے حالات کا علم ہو،مکرم قاضی نے مجھے کہا کوئی حادثہ میں بچ جانے والا شخص لے کر آؤں،جو آنکھوں دیکھا حال بیان کر سکے۔اس جہاز پر مسافروں کو سوار کروانے والا لال دہی نامی ہندو ایجنٹ تھا،کہتے ہیں میں اُس کی دکان پر گیا اور ایک بچ کر آنے والے ہندو کو قاضی صاحب کے پاس لایا،جس نے جہاز کو ڈوبنے اور مکرم مولوی صاحب کے حالات سُنائے،مولوی صاحب کا حلیہ بتا یا ، کہ کیسے ایمرجنسی ہوئی

اور لوگوں نے چھلانگیں لگائیں اور مولوی صاحب نے بھی چھلانگ لگائی۔سارے حالات سننے کے بعد قاضی صاحب نے اپنی پگڑی اُس ہندو کو تحفہ میں دی۔

جب میں کچھ نہیں تھا تو واقعی کچھ نہیں تھا مگر اب جب اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کی بارش ہونے لگی تو میں اِن رحمتوں اور برکتوں میں بھیگتا ہی چلا گیا، فیروز پور کا ہی ایک واقعہ بتاتے ہیں، کہ میرے ساتھ ایک یعقوب نامی شخص کام کرتا تھا دہریہ خیالات کا تھا،اللہ تعالیٰ کی ذات سے منکر تھا،اُس کی شوخیاں حد سے بڑھنے لگیں ایک دن طنز سے کہا دیکھو کتنی گرمی ہے ،تم اپنے خدا سے کہو کہ بارش برسادے،میں نے اُسے بہت سمجھایا کہ ہم دُعا کر سکتے ہیں مگر حکم نہیں دے سکتے تم میری جان چھوڑو ،باہر دیکھو کسانوں کی فصلیں پڑی ہیں اگر بارش ہو ہی جاتی ہے تو اُن کا کتنا نقصان ہے،وہ میری باتوں کو نہیں سمجھ پارہا تھابلکہ مجھے بُرا بھلا کہہ رہا تھا، کہتے ہیں کہ میں نے دل میں دُعا تو شروع کردی ، اُس رات بادل آئے مگر برسے بِنا چلے گئے مجھے یقین تھا کہ آج جاتے ہی دوبارہ مجھے طعنہ دیا جائے گا وہی ہوا۔ جاتے ہی مجھے وہی شخص ملا اور بار بار اُس کا اصرار کہ تمہارا خدا ، گرجا تو بہت مگر برسا نہیں ،اُس نے میرا وہاں بیٹھنا مشکل کر دیا،دن کے گیارہ بجے تھے میں اُٹھ کر باہر چلا گیا شدید گرمی تھی ،میں نے آسمان کی طرف مُنہ اُٹھالیااللہ تعالیٰ کو اس کی غیرت کا واسطہ دے کر التجا کی اے خدا وہ دہریہ تیری ذات کا منکر ہے اور مجھے طعنہ پر طعنہ دیئے جا رہا ہے،تو اس کا مُنہ بند کر۔میری عاجزی کو ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ نہ جانے کہاں سے آسمان پر بادل آئے اور میرے چہرے پر بارش کے قطرے گرنے لگے۔ پھر میں نے اللہ سے التجا کی کہ وہ اس بارش سے تو نہیں مانے گا۔اباجان کہتے ہیں کہ پھر کیا تھااِتنی زور دار بارش ہوئی اور زوردار ہوا کے جھکڑ چلے ،دہریہ اُس وقت برآمدہ میں بیٹھا تھا اور بارش اور ہوا کا زور اُس کے مُنہ پر جا کر لگ رہے تھے،جس پر وہ بے اختیار بول اُٹھا،میں مان گیا کہ تمہارا خدازندہ خدا ہے،ساتھ ہی اُس نے کہا یہ خدا ،صرف مرزا صاحب کے ماننے والوں کا ہی ہو سکتا ہے ، میں اُس کی کسی بات کا جواب نہ دے سکا میں تو اپنے رب کے حضور سجدہ ریز تھا اور اُس کی حمد کے گیت گا رہا تھا۔

پاکستان بن جانے کے بعد لاہور آئے ،کچھ عرصہ کے بعد فیصل آباد(لائل پور) شفٹ ہو گئے غربت کا دور تھامسجد کے سامنے اللہ نے گھر دے دیا اور دکان بھی جو اباجان کے نام ہوئی مسجد کے دروازے کے سامنے ہی تھی ،احمدیت قبول کرنے کے بعد میرے اباجان کی زندگی تین چیزوں کے گرد زیادہ گھومتی رہی، مسجد ،جماعت اور خدمت خلق، اِن کاموں کو کرنے کے لئے ہمیشہ دیانت داری اور تقویٰ سے کام لیا،دین کو دنیا پر مقدم رکھا،جب بھی جماعت کا کوئی کام ہوا،اُس کومقدم رکھا،یہی وجہ ہے ، جب1950ء میں فرقان فورس اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھی مرکز سے رضا کار بھجوانے کی تحریک ہوئی مکرم عبدالرحمٰن (گڈیاں والے) کا نام تجویز ہوا وہ اپنی مجبوری کی وجہ سے نہیں جاسکتے تھے اُن کی جگہ اباجان کا نام پیش ہو ا گو کہ ابا جان کی اپنی مجبوری تھی کہ اُن دنوں میرے بھائی کی پیدائش متوقع تھی ہم بھی ابھی سب چھوٹے ہی تھے ،اباجان نے اُمی کی اجازت سے سب کو اللہ کے سپرد کیا اور دین کی راہ میں نکل گئے۔

جماعت نے ہمارا بہت خیال رکھا خاص طور پر جب میرے بھائی کی پیدائش کا وقت تھا تو اُس وقت وہاں کے مبلغ مولوی محمد اسمٰعیل دیال گڑھی تھے، اُنہوں نے اور اُن کی بیگم خالہ جی نے ہم بچوں اور اُمی کی بہت مدد کی اللہ تعالیٰ اُن کو ہمیشہ اُس نیکی کی جزا دے،آمین، اُس کے بعد اباجان کشمیر میں تین ماہ رہے۔یہ بھی اُن ہی دنوں کی ہی بات ہے کہ پاکستان میں شدید سیلاب آیا ہوا تھا،سیلاب نے بہت بڑی تباہی مچائی جماعت کو ربوہ کے بارہ میں بہت فکر تھی مکرم شیخ محمد احمدمظہر امیر نے اباجان اور ملک بشیر اور مکرم شیخ عبدالقادر کو ربوہ کی خیریت دریافت کرنے کے لئے بھجوایا۔ساتھ تحفۃً دودھ کے ڈبے لے کر گئے،اباجان کہتے ہیں کے پہلے تو تھوڑا سفر بس پر کیا باقی گہرے پانیوں میں سے گزرتے سیلاب کی تباہ کاریاں دیکھتے ہوئے ربوہ پہنچے جو خدا کے فضل سے با لکل محفوظ مقام پر تھا،ربوہ والوں نے سب کی بہت خدمت کی ۔

اباجان کا اللہ تعالیٰ پر توکل کا ایک واقعہ لکھتی ہوں۔ یہ بھی اِنہی دنوں کی بات ہے جب جامعہ احمدیہ احمد نگر میں تھا،مکرم حکیم خورشید احمد جامعہ احمدیہ میں کام کرتے تھے،انہوں نے اباجان کو بارہ کتابیں جلد بنانے کو دیں،اباجان کی دکان فیصل آباد میں مسجد کے سامنے تھی ،اباجان بیان کرتے ہیں کہ جب کتابیں تیار ہو گئیں تو میں ربوہ جانے کے لئے بس میں سوار ہوا کتابیں ساری بس کی چھت پر رکھ دیں ، جب میں احمد نگر پہنچا اور کتابیں دیکھیں تو وہاں صرف دو کتابیں تھیں باقی ساری راستہ میں نہ جانے کہاں گر گئیں،کہتے ہیں کہ کتابوں کے گم ہونے کا مجھے بہت سخت صدمہ ہوا،اب میں نے دل میں سوچ لیا کہ پوری کوشش کروں گا،کہ اِن جامعہ احمدیہ کی کتابوں کو ڈھونڈ نکالوں ،اللہ کانام لے کر دُعائیں کرتا ہو سائیکل پر نکل گیا، جو بھی راستہ میں ملتا اُس سے یہی سوال کرتا کہ بھائی آپ کو کوئی یہاں سے کتاب تو نہیں ملی؟رجوعہ کے قریب مزدور سڑک بنا رہے تھے اُن کو پوچھا وہ بولے یہ کتاب ہمیں ملی ہے اور دوسری ہم نے اِس گاؤں کے جوائی کو دے دی ہے ،ایک کتاب لے کر دوسری کے لئے گاؤں کے جوائی کے گھر گیا وہ تو نہ ملا اُس کی بوڑھی ماں مل گئی،اُس نے میری پوری بات سُنی اور مجھے گرم گرم دودھ پینے کو دیا ، تھکا ہوا تھا دودھ پی کر میری جان میں جان آئی، اس کا بیٹا بھی گھر آگیا مجھے دیکھتے ہی بولا کتابیں ڈھو نڈ رہے ہو اُس نے مجھے تسلی دی اور دوسرے گاؤں کے سکول کا پتہ بتایا میں سکول کے ہیڈ ماسٹر کے پاس گیا،ہیڈ ماسٹربہت نیک اور شریف آدمی تھے انہوں نے سب سکول کے بچوں سے رابطہ کیا اورکتابیں ملنی شروع ہو گیئں۔رات تک ساری کتابیں مل گئیں، اُنہوں نے رات بھر مجھے اپنا مہمان بھی بنایا، اگلے دن میں ہیڈ ماسٹر اور باقی سب کا شکریہ ادا کیا اوراحمد نگر پہنچ کر جب ساری کتابیں اُن کو دیں تو کسی کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ سب کیسے معجزہ ہوا۔مگر اللہ تعالیٰ نے جو پیار کا سلوک میرے ساتھ کیا میرا دل اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہی رہا ۔

اباجان فیصل آباد سے ربوہ دفاتر کی کتابیں جلد بنا کر دیا کرتے تھے، ایک روز ایک صاحب نے مفتی محمد صادقؓ کی ذاتی ڈائری جن پر بہت سے لوگوں کے دعا کی غرض سے نام لکھے ہوئے تھے ،اباجان کو دی کہ اِس کو بھی ٹھیک کر دیں ، اباجان اُسے ٹھیک کر کے لائے اور نوٹ بُک واپس کردی ،مفتی صاحب نے اپنے آدمی کو واپس بھجوایا کہ کتنے پیسے میں بنوائی ہے،اباجان نے کہا کوئی پیسے نہیں بس میرا بھی نام اِن خوش قسمت لوگوں میں لکھ لیں،اباجان نے بتایا کہ مجھے علم نہیں کہ میرا نام اُنہوں نے لکھا کہ نہیں ،لیکن ابا جان نے خواب میں دیکھا کہ مفتی صاحبؓ خواب میں آئے ہیں ،اور ڈائری کے ورق پلٹ رہے ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ میں نے آپ کانام انگریزی میں لکھ دیا ہے ، اُس کے بعد اباجان ربوہ آئے اور اچانک مفتی صاحبؓ کو آتے دیکھا اور اپنی خواب بیان کی جس پر مفتی صا حبؓ کچھ دیر کے لئے خاموش ہوگئے اور پھر فرمایا کہ آپ کو پتہ ہے کہ آپ نے خواب میں کس کو دیکھا ہے۔ ’محمد‘ اور ’صادق‘ کو یہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا یہ ہو کر رہے گا۔

اباجان کی خواب اور مفتی صاحبؓ کی تعبیر کا وقت یوں آگیا کہ کچھ ہی دنوں کے بعد اباجان کے افریقہ نیروبی جانے کے سامان پیدا ہو گئے وہاں بھی دین کی خدمت کرنے کا بہت موقع ملا۔

سولہ سال کے بعد اباجان ۔1969ءمیں لندن چلے گئے۔یہاں آکر بھی زندگی کا مقصد دین کی خدمت ہی رہا ۔ باوجود اِس کے کہ اباجان کی بہت معمولی تعلیم تھی ،مگر جو بھی اُن کو صحبت نصیب ہوئی وہ غیرمعمولی تھی، احمدیت کی تعلیم نے اُن کے دل دماغ کو جِلا بخشی، انگریزی میں لکھے گئے نام کی تعبیر کا وقت ایسے شروع ہوا کہ لندن میں اخبار احمدیہ جب سے شروع ہوا اور تقریباً الفضل انٹر نیشنل کی ٹیم کے ساتھ جب تک ہمت رہی کہ گھر سے باہر جا سکیں کام کیا اور بے شمار مرتبہ نام انگریزی میں لکھا گیا، اباجان کی خواب کا اِس رنگ میں پورا ہونا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ابا جان سر جھکا کر چلنے والے فقیرانہ مزاج کے مالک انسان تھے۔ ہر روز مسجد فضل جاتے کوئی بھی چھوٹا یا بڑا کام ہوتا خوشی سے کرتے مسجد کی صفائی کا خاص خیال رکھتے ، کچن کی ٹیم کے ساتھ ہمیشہ کام کیا پُرانے لندن کے رہنے والے سب اباجان کو بھائی جی کے نام سے ہی جانتے ہیں،اُن کے ہاتھ کے پکوڑے سب کو بہت پسند تھے جمعہ کی نماز کے بعدلوگو ں کو چائے اور پکوڑوں کی کشش کچن کی طرف لے آتی اباجان خود بھی اور اکثر اُمی جان سے مختلف کھانے بنوا کر اپنی ٹیم کو کھلا تے کڑی کامجھے اچھی طرح یاد ہے کہ کبھی امی کو فون کرتی اور پوچھتی کیا کر رہی تھیں تو جواب ہوتا تمہارے ابا کی فرمائش پر کڑی بنارہی ہوں مسجد لے کر جانی ہے، کتابوں کی جلد بنانے کے ماہر تھے ۔ اپنے بہت سے عزیزوں دوستوں کے قرآن مجید کی جلد بندی کرتے تو بہت خوش ہوتے کہ قرآن مجید کی خدمت کی توفیق پا رہا ہوں۔ جلد بندی پر لوگ خوش ہوتے اور دُعائیں دیتے اور پیسے بنوائی کے کبھی نہ لیتے، اپنی مہرِ بنائی ہوئی تھی، جو ہر جلد بنانے کے بعد لگاتے طالب دُعا، اُن کی پسندیدہ دُعا دینا اور لینا جزاکم اللہ تھی،ہمیشہ اللہ سے جزا مانگتے، ،تبلیغ کے معاملہ میں اُن کی تعلیم کبھی روک نہیں بنی بے شمارزبانی درثمین کلام محمود کے شعر یاد تھے جو موقع کی مناسبت سے سُناتے ،وقفِ زندگی نہیں تھے مگر اپنے طور پراپنی زندگی اُنہوں نے جب سے بیعت کی دین کے کاموں کیلئے وقف کر چھوڑی تھی،

سوشل ورک یعنی لوگوں کی مدداپنی کمائی کا زیادہ حصہ غریبوں میں ہی تقسیم کرنا تھا کسی کا دُکھ نہیں دیکھ سکتے تھے یہاں تک کے شاپنگ کر کے آتے تو ضرورت مندوں کی تلاش میں رہتے ۔ جلسہ پر یا فیملی میں کوئی وزٹ پر آتا تو اباجان کی دلی خواہش ہوتی کہ میں اس کو سارے لندن کی سیر کروا دوں ، سیر پر جانے سے پہلے اپنے کوٹ کی جیبیں اچھی طرح سے کھانے والی چیزوں سے بھرلیتے۔

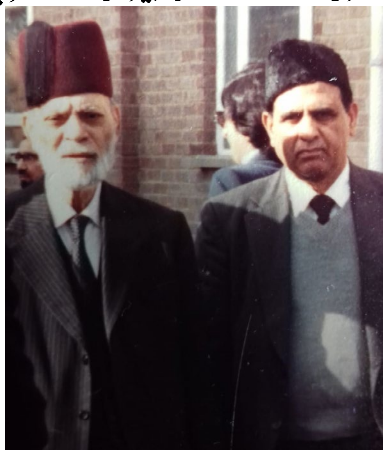

بات ہو رہی تھی بزرگوں کی صحبت کی وزیر خارجہ چوہدری حضرت محمد ظفراللہ خانؓ سے پہلی ملاقات فیصل آباد میں ہوئی، اُس کے بعد جب ابا جان نیروبی میں تھے توچوہدری صاحب کا وہاں آنا ہوا، ابا جان نے اپنی خواب سُنائی کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی ٹانگیں دبا رہا ہوں آپ نے فرمایا ہم دونوں کے لئے خواب اچھی ہے مگر میری ٹانگوں کو ہاتھ نہ لگانا۔اللہ کی تقدیر نے ہم دونوں کو لندن میں اکھٹا کر دیا،میرے خواب کی تعبیر ظاہر ہونے لگی،بہت مرتبہ اُنہوں نے اپنی محبت اور شفقت سے نوازا ۔ مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے اُن کی خدمت کی توفیق دی،اکثر اُن کے ساتھ ملاقات رہتی ،لیکن ایک دن ایسا بھی آیا جو میری زندگی کا یاد گاردن بن گیا، فرمانے لگے مجھے پتہ ہے کہ تم میرے ساتھ بہت محبت کرتے ہو،آج تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں،اور اس محبت کا اظہار اُنہوں نے ایسے کیا کہ جب آخری مرتبہ وہ لندن سے جانے لگے، مجھے اپنا استعمال شُدہ سوٹ دیا۔خدا کرے کہ اباجان اور چوہدری صاحب کی یہ محبتیں وہاں اللہ تعالیٰ کے پاس بھی قائم دائم ہوں۔آ مین

لنگر خانہ کی بادشاہت کی چند یادیں

لندن میں حضور کی موجودگی کی وجہ سے انٹر نیشنل جلسہ شروع ہوا تو اسلام آباد کا لنگر ایک ماہ پہلے شروع ہوتا وہاں مختلف ٹیمیں کام کے سلسلہ میں آنی شروع ہو جاتیں، کچن کے ساتھ سٹور کی چابی بھی اباجان کے پاس ہی ہوتی تھی اِس لئے ایک ماہ پہلے جاتے اور ایک ماہ بعد واپس آتے،اباجان بتاتے ہیں ایک دن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کچن میں تشریف لائے، میں نظر نہ آیا تو حضور نے پوچھا حسن صاحب کہاں ہیں، میں حضور کے پیچھے کھڑا تھا، مجھے آگے کیا گیا، حضور نے مجھے دیکھا اور بڑے پیار سے فرمایا آپ تو یہاں کے ’’ٹڈ ہیں ٹڈ‘‘ ایک اور واقعہ سناتے ہیں کہ حضور انور سیر سے تشریف لا رہے تھے، کہ میرا سامنا ہو گیا، میں نے بے تکلفی سے پوچھ لیا حضور آپ چنے کھانا پسند کریں گے، حضور نے شفقت سے فرمایا ہاں ہاں لائیں، بلکہ ساتھ چلنے والے احباب کے لئے بھی فرمایا ان کو بھی دیں ،کہتے ہیں کہ اگلے دن میں

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

اپنے کاموں میں مصروف تھا کہ حضور آگئے اور پوچھا چنے والے کدھر ہیں ، مبارک ساقی مرحوم نے توجہ میری طرف مبذول کروائی ، حضور نے فرمایا کیا آپ کے پاس چنے ہیں؟میں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا جتنے چنے تھے، حضور کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ابا جان ہمیشہ اپنی جیب میں بادام یا چنے رکھتے تھے۔کچن کا ہی ایک چھوٹا سا لطیفہ لکھ دیتی ہوں ،اباجان کہتے ہیں ایک نوجوان آیا کہ میں کوئی کام کرنا چاہتا ہوں، میں نے اُس کو کہا کہ یہ لو سبز مرچیں دھو کر لاؤ، تھوڑی دیر کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں سنک میں برتن دھونے والے صابن کی جھاگ سے سنک بھرا ہوا ہے اور ایک ایک مرچ کو صابن سے مل مل کر دھو رہا ہے، مجھے اُس کی اس قدر صفائی پسند طبیعت پر بہت ہنسی آئی۔

لندن اسلام آباد کا جلسہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا زمانہ اور میرے اباجان کا اُن دنوں میں اسلام آباد کچن میں کام کرنا ہماری زندگیوں کا سنہری دور تھا۔ اُمی اباجان کوجماعت کی طرف سے وہاں ٹینٹ میں رہنے کی سہولت تھی،جلسہ کے دنوں میں ایک قسم کاوہ ہمارا گھر بن جاتا تھا، جلسہ میں دوپہر کا وقفہ اور شام کو جلسہ کے بعد اُمی جان کے پاس دُنیا جہان سے آئے ہوئے مہمانوں کا ہجوم اور اباجان کا ہر بندے کی خدمت کرکے خوش ہونا ،خدمت وہ صرف گھر والوں کی ہی نہیں کرتے تھے بلکہ اُن کی خدمت کا دائرہ بہت وسیع تھا کہ اُن کو مزا ہی ان باتوں میں آتا تھا۔ خود نہیں کھاتے تھے بلکہ اپنا کھانا گھر لے کر جاتے یا وہاں بھی اپنے ہاتھ سے پکاتے اور گھر والوں کھلاتے۔

میری اُمی بھی جلسہ پر سب کے لئے بے شمار کھانے پینے کی چیزیں لے کر آتی تھیں۔ابا جان کی ساری زندگی ہمیشہ رشتہ داروں ہمسایوں غرض جہاں جہاں تک اُن کی پہنچ تھی ،کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا کہ وہ کسی کے کام نہ آسکیں۔اُمی اباجان دونوں اپنے فلیٹ میں اکیلے رہتے تھے ہم سب اُن کے پاس اکثر جاتے تھے ،جب بھی گئے بچوں کو ہمیشہ پُرانے زندگی کے واقعات سُناتے اور نصیحتیں کرتے،جب بھی ہم اُن کے گھر سے آتے تو کبھی خالی ہاتھ نہیں آنے دیتے جو بھی گھر میں ہوتا ہمارے ہاتھ میں ضرور پکڑاتے۔ہم سب کے ساتھ ہی وہ بہت پیار کرتے تھے مگرخالد اور اُس کے بیوی بچے کیونکہ کافی عرصہ ساتھ رہے اور بعد میں بھی اُن کی خدمت میں پیش پیش رہے، تو قدرتی بات ہے پھر ایک ہی بیٹا جو اپنے ماں باپ کا بے حد خدمت گزار بھی ہو،سو اُمی اباجان کے دل میں بھی اُس کے لئے بہت جگہ تھی،اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں خالد کو دونوں جہان میں اپنے ماں باپ کی خدمت کا اجر ملے،آمین، اُمی کی وفات کے بعد اباجان خالد کے گھر آگئے تھے ،شوگر نے بھی کافی کمزور کردیا تھا،آخر میں دل کی بھی تکلیف ہو گئی۔ڈیڑھ دو ماہ ہسپتال میں رہے،بہت ہمت سے بیماریوں کا مقابلہ کیا،بیماری میں بھی دُعاؤں پر زور رہا اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ درود شریف کاورد کرتے رہے،وہی شخص جو بچپن میں احرار کا جھنڈا اُٹھائے جیلوں میں گھوم رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نیک دیندار اللہ تعالیٰ پر توکل اور تقویٰ کی زندگی گزارنے کی توفیق دی۔ سچے خواب اور اللہ تعالیٰ کی اباجان سے باتیں،حضرت محمد رسول کریمﷺ کے عاشق صادق، حضرت مسیح موعودؑ کے جانثار خلافت کے پرستار دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے غریبوں کے ہمدرد اَپنے تمام رشتہ داروں سے پیار کرنے والے ہمارے بہت ہی مہربان پیارے اباجان ،5 فروری 2003ءکو ہمیں چھوڑ کر اپنے بخشش کرنے والے رحمان رحیم اللہ کے پاس چلے گئے،میں اپنے پیارے اباجان اور اپنی پیاری اُمی کے لئے احباب جماعت سے اِن کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہوں،دونوں بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اُن پر ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔آمین

ہم آج کل دن کیسے گزارتے ہیں

مکرمہ کوثر ضیاء لکھتی ہیں۔

ریٹائرمنٹ کے مرحلے سے بخیر و خوبی نکلے ہی تھے کہ لاک ڈاؤن کے دائرہ میں آگئے۔کیا کیا خواب دیکھے تھے اور کیا کیا منصوبے بنائے تھے کہ سروس سے سبکدوش ہونے کے بعد کیسے زندگی گزاریں گے۔گھر کو کتنا وقت دیں گے۔لاک ڈاؤن تو گویا ہمارے خوابوں کو تعبیر دینے آگیا ۔مومن تو ویسے بھی کبھی بند گلی میں کھڑا نہیں رہ سکتا۔

ویسے تواحباب جماعت احمدیہ کو نماز تہجد کی توفیق ملتی رہتی ہے لیکن جب فراغت کا احساس ہو تو شب بیداری کا کچھ اور ہی مزا ہے۔نماز فجر باجماعت اور قرآن کریم بغیر کسی جلدی کے، سیر حاصل تلاوت کے بعد صبح کی سیر کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔رمضان المبارک کی آمد کے ساتھ سیر اور واک تو ذرا کم ہوئی لیکن دن کو مصروف گزارنے کے مزید بہترین طور اپنائے۔ترجمۃ القرآن کو وقت دینا شروع کیا ۔اس ہفتہ کے دوران کشتی نوح،توضیح مرام، اور فتح اسلام پڑھی۔جس کتاب کا جتنا حصہ پڑھا ہوتا پھر اتنا وقت ضرور ملتا کہ ہم دونوں میاں بیوی اس پر ایک اچھی ڈسکشن کرتے ۔حضرت مسیح موعودؑ کی عظیم الشان تحریرات میں سے ایمان کی حرارت کشید کرتے ہیں۔ایم ٹی اے کی نشریات زندگی بخش آسمانی مائدہ ہے جو روح کو معطر کرنے کے لئے بہت کافی ہے۔دنیا داروں کے لئے یہ لاک ڈاؤن ڈیپریشن کا موجب بن رہا ہے۔لیکن احباب جماعت جن کے اوپر خلافت کی بابرکت چھتری کا سایہ ہو اور جمعہ کے خطبہ کے ذریعہ تمام افراد جماعت اپنے تمام ہم و غم کو بھول جاتے ہیں تو کیسی پریشانی، امام وقت کے ساتھ جڑ کر تو روح تک سکون میں آ جاتی ہے۔

لاک ڈاؤن میں سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ گھر کے افراد نے ایک دوسرے کو کوالٹی ٹائم دینا شروع کیا ۔اس سے پہلے فرصت ہی نہیں ہوتی تھی۔ ایک دوسرے سے چھوٹی چھوٹی بات شیئر کرنا،ایک دوسرے کی ضرورتوں کا خیال رکھنا، محبتوں کے نئے در وا کر گیا اور یہ بہت ضروری تھا۔پھر کہاں کا ڈیپریشن اور کہاں کی مایوسی۔ اس دوران دن کا کچھ حصہ عزیز و اقارب اور دوست احباب کے ساتھ ٹیلیفونک رابطہ بھی ہے اور سب سے بڑھ کر ایک اور بات بھی ہوئی کہ مشکل کے اس وقت میں جماعت اور غیرازجماعت احباب کی مشکلات کو دور کرنے کی بھی غیر معمولی توفیق ملی ۔ الحمد للہ علی ذالک۔

خداتعالیٰ تمام انسانیت کو ہر قسم کے دکھوں ،بیماریوں اور پریشانیوں سے نجات دے۔آمین

مکرمہ مائدہ خالد لکھتی ہیں۔

اب چونکہ ہم رمضان کے بابرکت ماہ میں داخل ہو چکے ہیں اس لئے میں اب برکت والے یہ خاص دن کچھ اس طرح گزار رہی ہوں ۔

رمضان میں دن کا آغاز نماز تہجد سے ہو تا ہے۔اس کے بعد سحری اور پھر باجماعت نماز فجر کی ادائیگی ہوتی ہے۔تلاوت قرآن کریم کے بعد چھت پر ایک گھنٹہ واک کری ہوں اور اس دوران چھت پر گملوں میں لگے پودوں کو پانی بھی دیتی ہوں اور نانا ابو سے سیکھ کر جو ان کی نگرانی میں میں نے پودے لگائے ان کو اُگتا دیکھ کر خوشی محسوس ہوتی ہے۔پھر کچھ گھنٹوں کی نیند لینے کے بعد آج کل کی چھٹیوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے 10 بجے مرکز سے online تفسیر کی کلاس لیتی ہوں اور اب تجوید کی کلاس کے شروع ہونے کا انتظار ہے۔onlineکلاس لینے کے بعد ماما کے ساتھ گھر کے کاموں میں مدد کرتی ہوں ۔پھر ظہر کی نماز پڑھتی ہوں جبکہ جمعہ والے دن گھر میں سب باجماعت جمعہ پڑھتے ہیں ۔نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد قرآن کریم ترجمہ کے ساتھ پڑھتی ہوں اور سورتیں بھی یاد کر رہی ہوں ۔میں اللہ کے فضل سے تحریک وقف نو میں بھی شامل ہوں اس لئے کچھ دیر وقف نو کا نصاب یاد کرنے کے ساتھ ساتھ کلام حضرت مسیح موعودؑ بھی پڑھتی ہوں۔پھر پیارے آقا کا خطبہ جمعہ سننے کے علاوہ MTA اردو کے سب پروگرام باقاعدگی سے دیکھتی ہوں ۔پیارے حضور انور کی وقف نو بچوں کے ساتھ کلاسز،انتخاب سخن،راہ ہدیٰ اور دیگر پروگرام دیکھتی ہوں۔نماز عصر کے بعد کچھ دیر تلاوت قرآن پاک کرتی ہوں ۔ اس کے بعد چھوٹے بھائی کے ساتھ کبھی کبھی بیڈ منٹن یا کرکٹ کا میچ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ماما کے ساتھ افطار ی بنانے میں مدد کرتی ہوں۔ روزہ افطار کرنے کے بعد باجماعت نماز مغرب ہوتی ہے نماز کے بعد ابو سے گپ شپ کرتے کرتے نماز عشاء کا ٹائم ہو جاتا ہے۔ پھر باجماعت نماز عشاء ہوتی ہے اور پھر کبھی کبھی خالہ یا ماموں کے ساتھ video callپر بات کرتی ہوں یوں سارا دن گزار کر 10بجے سو جاتی ہوں۔

	12مئی 2020ء	وقت سحر	وقت افطار
مکہ مکرمہ		04:22	18:51
مدینہ منورہ	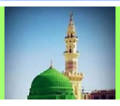	04:16	18:56
قادیان		04:01	19:16
ربوہ		03:41	18:58
اسلام آباد ٹلفورڈ	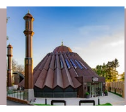	02:26	20:43